

جاسوسی دنیا نمبر 5

فریدی اور لیونارڈ

(مکمل ناول)

پیشہ س

جب بھی میں جا سوئی دنیا کا کوئی ابتدائی ناول دوبارہ چھانپے لگتا ہوں تو بے اختیار ہیں دل چاہتا ہے کہ اس میں کچھ تبدیلیاں کی جائیں، لیکن یہ سوچ کر باز ہی رہتا پڑتا ہے کہ ایسا کرنے سے میرے پڑھنے والوں کو فریدی اور حمید کے کرداروں میں تدریجی ارتقاہ کا اندازہ کرنا دشوار ہو جائے گا۔

ہو سکتا ہے کہ آپ آج کے مقابلے میں ان دونوں کے کرداروں کو اس کتاب میں کچھ زیادہ اسلامت نہ پائیں، ان میں وہ رضاوئہ نہ ملے جو آج ملتا ہے، لیکن یہ ناممکن ہے کہ آج کی جھلکیاں ان میں نہ ملیں، کیونکہ ماضی ہی سے مستقبل بنتا ہے۔ غالباً ان دونوں کرداروں کی مقبولیت کی بھی بھی وجہ ہے کہ پڑھنے والوں کے ذہن ارتقاہ کے ساتھ ہی ساتھ ان میں تبدیلیاں ہوتی گئی ہیں۔

تمید صاحب کے متعلق اب یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ سنجیدہ ہوتے جادا ہے ہیں لیکن آپ آخر یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ فریدی میں بھی تو بھیری تبدیلیاں ہو گئی ہیں۔ یہ کہنا غلط ہو گا کہ حمید میں بہت زیادہ سنجیدگی آگئی ہے۔ وہاب بھی عموماً غیر سنجیدہ ہی رہتا ہے۔ مگر اس کے بڑا جان میں اب بھکلوپن نہیں رہ گیا۔ اب وہ بہت بچی تگی بات کہتا ہے اور موقع بے موقع ہنسانے کی بھی کوشش نہیں کرتا۔ پہلے صرف باتیں بنا تھا اب کام بھی کرنے لگا ہے۔ بہر حال میں اسے کسی طرح تعلیم نہیں کر سکتا کہ وہاب سنجیدہ ہو گیا ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ فریدی کے تین سنجیدگی کا کیا معیار ہے۔ لیکن کیا حمید اس معیار پر پورا اترتا ہے؟

ابن سعید

ایک دلچسپ اطلاع

محل سراغ رسانی کی تہ اسرار عمارت صبح کے کھر میں ڈوبی کچھ بجیب سی لگدی تھی۔ آج کنی دن سے سردی شباب پر تھی۔ شمیل ہند میں یونہی سردیوں میں سخت سردی پڑتی ہے۔ لیکن اس دوران میں ٹالا پاری ہو جانے کی وجہ سے سردی اپنی انتہائی منزیلیں طے کر رہی تھی۔ محل سراغ رسانی کی عمارت کی دیواریں جو بڑے بڑے چوکوں پر تھردوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں، اپنے استحکام کا اعلان کر رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ موسم کی شراگینزیوں سے بے نیاز کھر کی کھر پار پر طڑیہ ہٹی ہوتی ہوئی کہہ رہی ہوں کہ ہمیں کیا پروادا ہے، ہم میں تو ایک رخ بھی نہیں جس سے اس سردی کی خشندی لمبی ہمارے اندر پہنچ سکیں۔ ہمارے قلب میں ایسے ایسے راز دفن ہیں جن کی ہوا بھی دنیا کو نہیں لگی۔ دنیا کے سیکھوں راز ہمارے سینے میں دفن ہونے کے لئے آتے ہیں اور ہم تک مدد و دہو کر رہ جاتے ہیں۔

اسی عمارت کے کپاڈ ٹنڈ میں کئی شاندار بیگنے کھڑے اپنے کمنوں کی بڑائی کی تفسیر بیان کر رہے تھے۔ انہیں بیگنوں میں سے ایک کے برآمدے میں ایک قبول صورت اگر بزر گورت کھڑی شاند کی کا تقدار کر رہی تھی۔ اس نے شب خوابی کے لباس پر اونی لبادہ پکن رکھا تھا۔ اس کی نگاہیں پابند برآمدے میں لگئے ہوئے کلاک کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔

تحوڑی دیر کے بعد ایک کار کپاڈ ٹنڈ میں داخل ہوئی۔ اگر بزر گورت بے تابی کے ساتھ برآمدے سے اتر کر آگے بڑا گی۔

ایک لا جیز عمر کا قوانین درست اگر بزر گورت اس نے آگے بڑھ کر گورت کی کمر میں

ہاتھ ڈال دیا۔

"اوہ جیکن ڈار لگ!" وہ عورت انگریزی میں بولی۔ "خدا کا شکر ہے کہ میں تمہیں پھر تو ادا تک درست دیکھ رہی ہوں۔"

"انگریز نے جنگ کر عورت کی پیشانی چوم لی۔ پھر دونوں بیٹلے میں داخل ہو گئے۔ یہ پی۔ ایں جیکن خفیہ پولیس کا پرمنڈنٹ تھا۔ تقریباً دو ماہ سے ایک سخت تکلیف وہ مرض میں جانا تھا۔ اس کی زبان کی جگہ میں ایک پھوڑا نکل آیا تھا جس کی وجہ سے وہ تقریباً کوئا ہونگا ہو کر رہ گیا۔ کھانے پینے میں بھی دقت محسوس ہوتی تھی، جب تک اس میں قوت برداشت برداشت رہی وہ مرض کی طرف سے لاپرواںی برقرار رہا تھا، لیکن جب تکلیف ناقابل برداشت ہو گئی تو اسے ہسپتال داخل ہونا پڑا۔ جہاں اُس کے پھوڑے کا آپریشن کر دیا گیا۔

آج دو ماہ بعد وہ مکمل طور پر سخت یا ب ہو کر گمراہ اپس آیا تھا، جو عورت اس کا انتظار کر رہی تھی اس کی بیوی تھی۔

ای دن دو پہر کی بات ہے کہ دفتر میں حمید فریدی کے کمرے میں پہنچتا ہوا داخل ہوا۔ فریدی اخبار دیکھنے میں مشغول تھا۔ اس نے چونکہ کر حمید کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ "شائد آپریشن کے سلسلے میں ممزک جیکن کے دلاغ کی بھی کوئی رُگ کٹ گئی ہے۔" حمید نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"چپ اسیوں سے لے کر ڈپنی پرمنڈنٹ تک کو فرد افراد اپنے کمرے میں طلب کر چکے ہیں۔ اشاف کی حاضری کا درجہ سامنے لکھا رکھا ہے۔"

"کیوں؟"

"پتہ نہیں۔" حمید نے مسکرا کر کہا۔ "آپ کو سلام دیا ہے۔"

"ہوں فریدی نے انہ کر گار کا جلا ہوا گلزاریں نرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اخبار موز کر اس نے جیب میں رکھ لیا اور بیووں کے مل چلا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ یہ اس کی بجیب غریب عادت تھی کہ دو دفتر میں عموماً بیووں کے مل چلا کرتا تھا۔ غالباً اس کا مقصد یہ تھا کہ جو توں کی آواز سے کسی کے کام میں خلل نہ پڑے۔ وہ پر دھاٹ کر ممزک جیکن کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"ہیلو سڑ فریدی آپ اچھے تو ہیں؟" پرمند نت نے پوچھا۔

"میری بانی۔" فریدی نے مکرا کر کہا۔ "میں آپ کو آپ کی محنت بیانی کی مبارکباد رہا ہوں۔"

"شکر یہ!" جیکن نے کہا۔ "بینچے۔"

فریدی بینچے گیا۔

"میں کیا رہاؤں کر مجھے اپنے شاف سے کتنی محبت ہے۔" جیکن مکرا کر بولا۔ "میں نے

آفس آگر سب سے پہلا کام بھی کیا ہے کہ فرد افراد اسپ کو بلا کر ملاقات کی۔"

"نہم سب آپ کی محبت کی قدر کرتے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"آف اس دوران میں میں نے کتنی تکلیف انھائی ہے۔" جیکن بولا۔

"تکلیف کی چیز ہی تھی۔" فریدی نے کہا۔ "میں آپ کی آواز میں بڑی حد تک تبدیلی محسوس کر رہا ہوں۔"

"ہاں بھی یہ آپ یعنی ہے یا انکی چیز گل اور زبان کا آپ یعنی ہوا تھا۔ انکی صورت میں آوازی قائم رہ گئی ہے۔ اس کوئی تغییر نہیں کرتا ہوں۔"

"واقعی خدا نے بڑا فضل کیا۔" فریدی نے یہ جملہ یونہی رسماں بدلے جبرا کر لے کے ساتھ ادا کیا۔ اُسے رسمی گنگوہ سے سخت نظرت تھی۔ وہ ایک منہ پھٹ اور یہ دھڑک حقیقت کا انکھار کر دیئے والا آدمی تھا۔

"اس وقت میں نے خاص طور پر ایک اہم معاملے میں مشورہ کرنے کے لئے جایا ہے۔"

"فرمائیے۔"

"کل رات ہسپتال میں مجھے انپکڑ جزل کی طرف سے ایک اطلاع ملی ہے، جو تم سب کے لئے اپنائی تشویشناک ہے۔ تم نے یورپ کے مشہور بلیک مسلیو ہارڈ کا نام ضرور سننا ہو گا۔ وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت ہندوستان آیا ہے اور اُس نے اپنا ہیئت کو اور ٹھہرائے یہ شہر میں قائم کیا ہے۔"

"خبر تو اپنائی دلچسپ ہے۔" فریدی نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم سے بھی امید تھی کہ تم اس میں ضرور دلچسپی لو گے۔" جیکن نے بخس کر کہا۔ "تم تو ایسے موقعوں کی خالش ہی میں رہا کرتے ہو۔ اب مجھے سو فیصدی یقین ہو گیا ہے کہ تم عجیف فن را غرضانی کے دلدار ہو۔"

”ہاں..... وہ بیوی تارہ.....!“ فریدی نے جیکن کی بات کا نتے ہوئے کہا۔

”ہاں تو لیوہارڈ خوناک غرض ہے۔ جس نے سارے یورپ کو ہمارا کھا تھا۔ حد یہ ہے کہ اسکاٹ لینڈ کے نامور سرانگر ساں بھی اسے نہ پکڑ سکے۔“

”جی ہاں..... میں چانتا ہوں کہ وہ ایک میں الاؤ اولی بیلک ملٹر ہے۔ یورپ کے بڑے بڑے گمراہے اس کے نام سے کاپنے ہیں۔ اس نے ایک بار اسکاٹ لینڈ یارڈ کے نامور جاسوس چیز سن کی اچھی خاصی درگت ہائی تھی۔“

”تم نمیک سمجھے۔ میں اسی لیوہارڈ کی بات کر رہا ہوں۔“ جیکن نے کہا۔ ”مگر ایک بات سمجھے میں نہیں آئی کہ آخر وہ ہندوستان کیوں آیا ہے۔“

”یہاں کے رہبوں اور نوابوں کو بیلک میل کرنے کے لئے۔“ فریدی نے کہا۔

”جمہیں یہ کیسے معلوم ہوا..... کیا تم اس کی موجودگی سے پہلے ہی واقف ہو۔“

”جی ہاں۔“

”وہ کس طرح.....!“ جیکن نے کہا۔

فریدی نے جیب سے اخبار نکال کر پر نشہ نٹ کے سامنے میز پر پھیلا کر ایک اشتہار کی طرف اشارہ کیا۔

پر نشہ نٹ پڑھنے لگا۔

”یہاں کا وہ نواب متوجہ ہو، جو آج سے تین سال قتل محض عیاشی کی غرض سے ایک معمولی سیاح کے بھیں میں الگینڈ کیا تھا۔ ہاں اُس نے ایک کسان کی حسین لڑکی پر ڈورے ڈالے تھے، لیکن اس طرح کامیاب تھے ہونے پر اُس سے شلوٹ کر لی تھی۔ پھر کچھ دن اُس کے ساتھ رہ کر وہ بچکے سے ہندوستان واپس چلا آیا تھا۔ اُس نواب کو معلوم ہوتا چاہئے کہ اب اس کی ریاست کا ایک جائز وارث اور پیدا ہو گیا ہے۔ میرے پاس سارے ثبوت شلوٹ کے سریعکلیث سمیت موجود ہیں، جن کی قیمت مکھڑا لاکھ روپیہ ہے۔ اگر وہ نواب اُن ساری چیزوں کو حاصل کرتا چاہے تو اس اخبار کے ذریعے اپنی رضا مندی ظاہر کر سکتا ہے، وہ رنسیہ سارے ثبوت اس کے نئے وارث کے حق میں استعمال کئے جائیں گے۔“

”ذیکھا آپ نے.....!“ فریدی نے کہا۔

جیکن نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلا دیا۔

”مگر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ لیو ہارڈی حرکت ہے۔“

”میں تقریباً ایک ماہ سے اس قسم کے اشتہارات کے تراشے مجھ کر رہا ہوں۔“ فریدی نے کہا ”اور یہ سب پر پھر کے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں سے مجھے کوئی بھی اشتہار ایسا نظر نہیں آیا، جو کسی موٹی آسامی سے متعلق نہ ہو۔“

جیکن نے پھر سر ہلا دیا۔

”مسٹر فریدی۔“ جیکن بولا۔ ”میں اسی لئے تمہاری قدر کرتا ہوں کہ تمہاری نظریں بہت تیز ہیں۔ میں نے ابھی تقریباً سارے آفسروں سے اس ماحصلے کے متعلق انکھوں کی ہے لیکن کسی نے بھی ان اشتہاروں کا حوالہ نہ دیا۔“

”ارے اس میں کون سی خاصیت ہے۔“ فریدی بولا۔ ”یہ تو انکے چیزوں سے جس نے معمولی سے معمولی دماغ غواٹے آؤ کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیا ہو گا۔“

”تم نے ابھی اس قسم کے اور اشتہاروں کا تذکرہ کیا تھا۔“ جیکن نے کہا۔ ”کیا ان کے تراشے تمہارے پاس موجود ہیں۔“

”مجی ہاں..... دو تین بیہن آفس میں موجود ہیں۔“ فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”شہر یئے! میں ابھی آپ کو دکھاتا ہوں۔“

فریدی انگریزی اخبار کے دو تین تراشے اخلاا یا اور باری باری انہیں پڑھنے لگا۔

”وہ ہمارانی صاحبہ متوجہ ہوں، جو عیاشی کے لئے ہر سال ہزار س جاتی ہیں۔ ان کے وہ خلوط میرے پاس موجود ہیں جو انہوں نے اپنے عاشقوں کو لکھے تھے۔ ان خلوط کی قیمت سو لاکھ روپیہ ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں یہ خلوط شائع کردیئے جائیں گے۔ سو دا اسی اخبار کے ذریعے مل کیا جاسکتا ہے۔“

دوسرہ اشتہار یہ ہے

”وہ حسین و جیل نواب زادی متوجہ ہو، جو بچھلے سال اپنے ایک عاشق کو ساتھ لے کر سو بیس ریلینڈ گئی تھی۔ بھلاہر وہ اس کا پر ایسے یہ سیکر شری تھا۔ میرے پاس ان دونوں کی کچھ تصاویر ہیں، جن کا شائع کر دیا انتہائی دلچسپ ثابت ہو سکتا ہے۔ ان تصویروں کی قیمت میں لاکھ روپیہ

ہے۔ اس سلسلے میں اسی قیمت کے زیورات یا جواہرات قول کے جاسکتے ہیں۔ عدم اداگی کی صورت میں یہ تصاویر چھپو اکرمت تقسیم کر دی جائیں گی۔ اس اخبار کے ذریعہ رضا مندی ظاہر کی جاسکتی ہے۔"

"تاں طرح کے اور بھی اشتہارات ہیں، مجھے خود آپ ہی پڑھ لجھے۔" فریدی نے تراشے جیکن کی طرف بڑھا دیئے۔

"تعجب ہے کہ پولیس ابھی تک اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔" جیکن نے کہا۔ "یہ تو کھلا ہوا جرم ہے۔ یہ اخبار گوبلیک میلگ کی ہمت افزائی کر رہا ہے، اسے توفیر احتیاط کر کے اس پر مقدمہ چلانا چاہئے۔"

فریدی ہٹنے لگا۔

"لیونارڈ یا اس کے شریک کا معمولی آدمی نہیں ہیں۔ وہ اتنی آسانی سے گرفت میں نہیں آسکتے۔" فریدی نے کہا۔

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"ذرا آج کے اخبار کا ایڈنوریل کا یہ حصہ ملاحظہ فرمائیے۔" فریدی نے اخبار جیکن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
جیکن پڑھنے لگا۔

"ہم نے اپنے قادرین کی دلچسپی کے لئے ایسے اشتہارات کے نمونے چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، جو یورپ میں بلیک میلگ کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ آج کے اخبار میں بھی آپ کو ایسا یہ اشتہار ملتے گا۔ ہم آئندہ بھی آپ کی دلچسپی کیلئے ان کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔"

جیکن پڑھنے کے بعد فریدی کی طرف حیرت سے دیکھنے لگا۔

"مگر یہ تو ہتاک کر تم نے آج تک کسی کا جواب بھی اخبار میں دیکھایا نہیں۔" جیکن نے کہا۔

"اپنی صورت میں جبکہ خود اخبار والے ملتے ہوئے ہوں جواب شائع کرنے کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔" فریدی نے کہا۔

"جیکن یہ وثوق سے کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اخبار والے ملتے ہوئے ہیں۔"

"ان خلوط کے بارے میں ایڈنوریل نوٹ پڑھ کر قطعی کہا جاسکتا ہے۔"

"بات دراصل یہ ہے کہ مسٹر فریدی کہ تم باتوں کو بہت ہی گھما پھرا کر سوچنے سے بھی ہو۔" جیکن نے کہا۔ "بہت ممکن ہے کہ اس قسم کے خطوط دچپی ہی کے لئے شائیں کے حالت ہوں۔"

"لیکن مجھے تو اس میں کوئی بھی دچپی کی بات نظر نہیں آتی۔" فریدی نے کہا۔ "اور اگر دچپی ہی کے لئے ان کا سلسلہ شروع کیا گیا ہو جاتا تو دو ایک اشتہارات کافی تھے یا پھر ہر اشتہار میں کوئی نی بات ہونی چاہئے تھی۔ اب تک تقریباً پندرہ اشتہارات شائع ہو چکے ہیں، لیکن سب ایک چیز۔ ہر ایک میں ایک نئے ڈھنگ سے روپیوں کا مطالبہ کیا گیا ہے۔"

"خیر بھی سمجھی ہو گا۔" جیکن نے آتا کر کہا۔ "مجھے دراصل تمہیں یہ اطلاع دینی تھی کہ یونارڈ کا پڑاگانے کے لئے چند جاؤں کی ایک کمیٹی ہائی گنی ہے، جس میں تمہارا نام ہے۔"

"تو یا سب کو ایک ہی طریقہ کار پر عمل کرنا پڑے گا۔" فریدی نے پوچھا۔

"قطیٰ.....!" جیکن نے میز پر بھکتے ہوئے کہا۔ "یہ لازمی ہے۔"

"لیکن میں اس کا عادی نہیں۔"

"جبوری ہے۔ یہ تو کرنا ہی پڑے گا۔ تمہیں روزانہ رپورٹ دینی پڑے گی۔"

"آپ جانتے ہیں کہ میں اس پر کبھی کار بند نہیں رہا۔" فریدی نے کہا۔

"اس بار تو تمہیں اس پر عمل کرنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ احکامات اوپر سے آئے ہیں۔"

جیکن بولا۔

"اوہ اگر میں انکار کر دوں۔" فریدی نے کہا۔

"میں بچھنے کی باتیں کر رہے ہو۔" جیکن نے ترش روئی سے کہا۔ "یہاں رہ کر تمہیں احکامات کا پابند ہونا پڑے گا۔"

"اوہ، اگر فرض کیجئے کہ میں استغفار دے دوں تو۔"

"میں تمہیں اس کی رائے نہ دوں گا۔" جیکن اپر والی سے بولا۔

"لیکن میں اپنے اصول کے خلاف ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔"

"آخر اس میں تمہارا انتقام ہی کیا ہے۔" جیکن بچھنجلہ کر بولا۔

آدمی تو میری نظر میں سے گزر ہی نہیں۔ مجھے ذر ہے کہ تم کہیں اپنی جان۔

بھیں تمہاری اسکیوں کی خبر نہ ہو گی تو ہم تمہاری حفاظت کیسے کریں گے۔ ”

”آپ کافر مانا درست ہے۔“ فریدی نے آہت سے کہا۔ ”اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں اس مجھے میں رومنوں کے لئے نہیں آیا۔ میری خطر پندر طبیعت نے اسی پیشے میں تسلیکن کا سامان دیکھ کر مجھے اس طرف آنے پر مجبور کیا ہے۔ میرا اس کام میں دل ہی نہیں لگا جس میں قدم قدم پر سوت کا خطرہ تھا ہو۔“

”ذاتی طور پر یہ چیز تمہارے لئے نمیک ہو سکتی ہے لیکن مجھے کے حق میں تھاں دہ ہے۔“

”لیکن اس سے پہلے تو مجھے اس بات پر کبھی مجبور نہیں کیا گیا۔“ فریدی نے کہا۔

”بھی پہلے کی بات اور ہے۔ پہلے تمہارا تعلق صرف مجھ سے تھا لیکن اس پار بر اور است

ان پسکر جزل کا معاملہ ہے۔“

”خیر دیکھا جائے گا۔“ فریدی نے کہا۔ ”میں کوشش کروں گا کہ ان کی پڑیات پر عمل کروں۔“

”آج شام تک بقیہ پانچ جاہوں بھی بیہاں بھی جائیں گے۔ میں کل ان سے تمہارا تعادف کراؤں گا۔ یہ سب مختلف سوہوں کے بہترین دلائیں ہیں۔“

تحوہی زیر بعد فریدی وہاں سے انٹھ کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔

پُر اسرار آدمی

مشہور اخبار نے امثال کے دفتر کی عمارت بر قوموں کی روشنی میں نہائی ہوئی کھڑی تھی۔ رات کے تقریباً اس بیچ ہوں گے۔ سردی کی زیادتی کی وجہ سے سڑکوں پر لوگوں کی آمد و رفت کم ہو گئی تھی۔ رات کے ننانے میں اخبار چھاپنے والی مشینوں کی گھنگڑاہٹ بجیب انتشار برپا کئے ہوئے تھیں۔ اس کے ساتھ یہ کبھی کبھی کتوں کے بھونکنے کی آوازیں بھی فضا میں کوئی نہیں تھیں۔

نحو امثال کے دفتر، اپنے خانے میں لوگ تندی سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔

دفعہ ایڈیٹر کے کمرے میں شو رہنے لگا۔ قریب کے لوگ اپنا کام کا ج چھوڑ کر کمرے کے دروازے پر اکٹھا ہو گئے۔

ایڈیٹر اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑا جمع سے کہہ رہا تھا۔ ”جاو..... تم لوگ یہاں کیوں اکٹھا ہو گے۔ جاؤ..... اپنا کام کرو۔“

لوگ آہست آہست اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ ایڈیٹر کمرے میں لوٹ آیا۔ یہاں ایک آدمی آرام کری پر بیہو ش پر احتدماً سنت ایڈیٹر اس کے کپڑوں کے بننے کھوں رہا تھا۔

”دوڑو..... جلدی کرو..... ڈاکٹر.....!“ ایڈیٹر نے سب ایڈیٹر سے کہا۔

سب ایڈیٹر بیہو ش آدمی کو اُسی حالت میں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

ایڈیٹر نے بینے کر ایک سکریٹ سلگایا اور ایک مسحک خیز مکراہت کے ساتھ بیہو ش آدمی کی طرف دیکھنے لگا۔ بیہو ش آدمی نے آرام کری پر بدستور لیئے ہی لیئے آجی کھلی آنکھوں سے کمرے کا جائزہ لیا اور ایک ہاتھ اسر کی اندر ورنی جیب میں ڈال کر نوٹوں کا ایک بندل نیلا اور فرش پر گردیدا۔ ایڈیٹر نے جنک کر بندل انھیا اور اپنے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد بیہو ش آدمی کی کری سے ایک تہب کیا ہوا کاغذ گرد۔ ایڈیٹر نے اسے بھی اٹھا کر میز کی دروازے میں رکھ لیا۔ پھر وہ اٹھا کر کمرے کے دروازے پر آیا اور چل انھا کر ادھر اور حدر دیکھنے لگا۔ آس پاس کوئی موجود نہ تھا۔ وہ باہر نکل کر برآمدے میں کھڑا ہو گیا۔

تحوڑی لا ب بعد سنت ایڈیٹر ڈاکٹر کو لے کر آگیا۔ ان دونوں کے چھپے ایک آدمی اور تھ۔ اُس نے ان کے قریب ہنگ کر اپنی فلٹ بیٹ اتاری اور اپنا ملا قاتی کارڈ گھبراۓ ہوئے ایڈیٹر کی طرف پوچھا دیا۔ ایڈیٹر ڈاکٹر سے کہہ رہا تھا۔ ”ڈاکٹر صاحب..... ڈراد کیجے لیجے۔ میں ڈسٹر پریشان ہوں۔ معلوم نہیں بے چارہ کس کام کے لئے آیا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی بیہو ش ہو کر گرپڑا۔“

”اچھا میں دیکھتا ہوں۔“ یہ کہہ کر ڈاکٹر سنت ایڈیٹر کے ساتھ کمرے میں چلا آیا۔ ڈاکٹر جس کھڑا آنے والے کے ملا قاتی کارڈ کو بخورد کیجہ رہا تھا۔

”فریدی صاحب۔“ ایڈیٹر نے آنے والے کو مگھوتے ہوئے کہا۔ ”فرمائیے کیسے تکلیف کی۔“

”کوئی خاص بات نہیں۔“ فریدی نے کہا۔ ”پہلے آپ اپنے مریض کو دیکھنے پھر بعد میں

بہتی ہوئی رہیں گی۔"

"ایمیٹر کرے کی طرف بڑھا..... اس کے چھپے فریدی بھی۔

"کہنے والا کمز صاحب کیلیات ہے۔" ایمیٹر نے کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں مجھے یہ بیہو شی بہت زیادہ حکمن کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔"

"اکثر نے کہا۔" یہ جلدی ہوش میں آجائیں گے۔"

فریدی نے بیہو ش آدمی کی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔

"تھریف رکھنے۔" ایمیٹر نے فریدی سے کہا۔ اس کے لئے میں مجیب طرح کا اضطراب

تحا۔ جسے خوف ہی کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے۔

فریدی خاموشی سے ایک کرسی پر بینٹے گیا۔

"اکثر اعصاب کے لوگوں پر عموماً سردیوں میں اس حُم کے دورے پڑ جاتے ہیں۔"

فریدی نے کہا۔

"آپ کا خیال درست ہے۔" "اکثر بولا۔"

"یہ ہیں کون صاحب۔" فریدی نے کہا۔

"معلوم نہیں۔" ایمیٹر نے کہا۔ "انہوں نے چڑھائی سے اپنا لاماقاتی کارڈ بھجوایا تھا۔.....

اس کے بعد خود اندر آئے اور بیہو ش ہو کر گر پڑے۔ میں اور میرا اسٹنٹ دونوں بیان موجود

تھے..... ہم نے انہیں اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا اور اسٹنٹ اکٹر کو لینے چلا گیا۔"

فریدی نے میز پر سے اجنبی کلاماقاتی کارڈ اٹھا کر دیکھا جس پر لکھا ہوا تھا۔

"پرانی عدالت آف عراق.....!"

فریدی نے معنی خیز انداز میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ میں صورت ہی دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ

کوئی ایذا آدمی ہے۔"

"تجیہاں..... میری پریشانی کا باعث دراصل یہی چیز تھی۔" ایمیٹر سگریٹ سلاگا ہوا

ہوا۔ لیچے شوق فرمائے۔ اس نے سگریٹ کیس فریدی کی طرف بڑھایا۔

"تجیہی شکریہ..... میں سرفراز کارپیتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔

"بیب مصیبت ہے۔" ایمیٹر نے بیہو ش آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر اس حُم کا

خدا کر رض لاحق ہوتا ہے تو یہ لوگ وقت بے وقت گمراہی سے کوئی نکلتے ہیں۔ ”

تحوڑی دیر بعد ابھنی کو ہوش آگیا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے چند حیاتی ہوئی آنکھوں سے پاروں طرف دیکھا اور خفت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اگریزی میں بولا۔ ”مجھے افسوس ہے کہ میری وچ سے آپ لوگوں کو پریشانی انھلی پڑی۔ ”

”کوئی بات نہیں.....“ ایڈیٹر نے مسکرا کر کہا۔ ”فرمائیے کیسے تکلیف کی تھی۔ ”

”مجھے پانچ منٹ کی مہلت دیجئے۔“ ابھنی بولا۔ ”مجھے سوچنا پڑے گا کہ میں کوئی آیا تھا۔ اس قسم کے دوروں کے بعد عموماً میں تھوڑی دیر کے لئے اپنی یادداشت کو بیٹھتا ہوں۔ ”

”بڑی بیگب بات ہے۔“ فریدی معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

”می ہاں..... یورپ کے تقریباً ہر ملک میں میں نے اپنے اس رض کا شانی علاج کرایا چاہا لیکن بیکار.....!“ ابھنی نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

”میرا خیال ہے کہ ہندوستان میں آپ کے اس رض کا غاطر خواہ علاج ہو جائے گا۔“ فریدی نے کہا۔

ابھنی اس کے بیٹل پر چوک کپڑا۔

”می ہاں.....!“ وہ مسکرا کر بولا۔ ”میں نے بھی یہاں کے معالجوں کے طریقہ علاج کی بہت تعریف سنی ہے۔“

”کہئے کچھ میں دیا آیا۔“ ایڈیٹر نے پس کر کہا۔

”می ہاں.....!“ ابھنی بولا۔ ”میں دراصل آپ کے اخبار میں ایک اشتہار دینے کے لئے آیا تھا۔“

”ہاں ہاں..... شوق سے۔“ ایڈیٹر نے کہا۔

”مجھے ایک ذرا سیور کی ضرورت ہے۔“

”اگر یہ بات ہے تو اگریزی اخبار آپ کے لئے بیکار تاثب ہو گا۔“ فریدی نے کہا۔ ”کوئی نکد ہندوستان میں شایدی کوئی اگریزی پڑھا ہو اپنی ورذرا سیور مل سکے۔“

”لیکن مجھے تو اگریزی کی جانے والا پاہنے کیونکہ میں ہندوستانی زبان نہیں سمجھ پاتا۔“ ابھنی نے کہا۔

"خیر کو شش کبھی۔ شاید کوئی مل عی جائے۔" فریدی بولا۔

"آپ اپنا پیٹ مجھے دے دیجئے..... میں اشتہار شائع کر دوں گا۔" ایمیٹر نے اجنبی

سے کہا۔

تحوڑی دیر تک اور اور کی گنگو کرنے کے بعد اجنبی کھڑا ہو گیا۔ اس نے وہاں سے بیٹھے ہوئے سب آدمیوں سے مصافی کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہاں تو فرمائیے..... میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" ایمیٹر نے فریدی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جناب پہلے یہ فرمائیے کہ کیا آپ کا کمرہ آسیب زده ہے۔" فریدی نے کہا۔

"کیوں..... کیا بات ہے۔" ایمیٹر نے کہا۔

"مجھے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے، جیسے میں بھی تھوڑی دیر بعد بیوشاں ہو جاؤں گا۔" فریدی نے کھنڈی ہوئی آواز میں کہا۔

"ارے.....!" ایمیٹر حیرت سے آنکھیں پھاڑتا ہوا بولا۔

"می ہاں..... ذرا جلدی سے..... ڈاکٹر شانکدا بھی تھوڑی ہی دور گیا ہو گا۔" فریدی یہ کہتے کہتے کری پر ایک طرف لٹک گیا۔ اس کا بیال ہاتھ زمین پر جھول رہا تھا۔

ایمیٹر نگہرا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اسے آوازیں دے رہا تھا لیکن بے سود۔ فریدی بے ہوش ہو چکا تھا۔ بجائے اس کے کہ دلکشی بجا کر کسی کو بلا تاخود باہر کی طرف بھاگا۔ شاید وہ ڈاکٹر کو بلانے جادہ تھا۔ اس نے اسے عمارت کے چھانک پر ہی جالیا۔

"ڈاکٹر..... ڈاکٹر..... فور تو اپس چلو..... دوسرے صاحب بھی بے ہوش ہو گے۔"



حکا۔

”ویکھو آج ان دلچسپ اشتہارات کا سلسلہ تمیں شائع ہو۔“ فریدی نے کہا۔
 ”ایٹھر نے مخدرات بھی کی ہے۔“ حمید بولا۔ ”یہ دیکھنے لکھتا ہے ہمیں افسوس ہے کہ آج
 کی اشاعت میں اپاٹک مسودہ کھو جانے کی بنا پر بلیک میلنگ کا دلچسپ اشتہار شائع نہ ہو سکا۔“
 ”یہ بات تو اس نے بالکل حق لکھی ہے۔“ فریدی بولا۔ ”مسودہ حق حق کھو گیا تھا اور غالباً تم یہ
 بھی جانتے ہو کہ آج کل شہر میں کھوئی ہوئی چیزیں میری جیب سے برآمد ہوتی ہیں۔“
 ”کیا مطلب.....؟“ حمید نے اُسے خور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”یعنی یہ کہ وہ مسودہ اس وقت میری جیب میں موجود ہے۔“ فریدی نے جیب سے ایک تہہ
 کیا ہوا کافند نکالتے ہوئے کہا۔ ”پڑھو۔“

حمدید پڑھنے لگا۔

”لندن کی حسین رات کون بھول سکتا ہے، جب پُنس..... نے اپنی کنواری پچازاً و بہن
 کو ایک رات کے لئے اپنی بیوی بتایا تھا۔ لندن کے جفرز ہوٹل کا کمرہ نمبر ۱۱۵ سہاگ رات کی
 رنگینیوں سے محمور تھا۔ پُنس کی پچازاً و بہن دوسرے عی دن ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئی۔
 وہ اپنی پُر تمن دن کے اندر ہی اندر اُس نے ایک جاگیر دار سے شادی کر لی۔ میرے پاس اس کا کافی
 ثبوت موجود ہے کہ وہ جس بچے کی ماں بننے والی ہے وہ جاگیر دار کا نہیں ہے۔ میں اس پُنس اور اس
 کی پچازاً و بہن سے پندرہ لاکھ روپے کا مطالبہ کرتا ہوں، عدم اداگی کی صورت میں یہ راز اُس
 جاگیر دار کو مدد ثبوت بتایا جائے گا۔ خط و کتابت اسی اخبار کی معرفت ہوئی پا جائے۔“

”لیکن یہ آپ کو ملا کیسے۔“ حمید نے کہا۔

فریدی نے اُس رات کے سارے حالات بتاتے ہوئے کہا۔ ”میرے بیویوں ہوتے ہی
 ایٹھر گھبرا کر ڈاکٹر کو بلانے کے لئے کمرے سے باہر نکل گیا اور میں نے جلدی جلدی اس کمرے کی
 خلاشی لئی شروع کر دی۔ سب سے پہلے میں نے میر کی درازوں کو کھووا۔ اتفاق سے یہ کافند اور پر عی
 ر کھا ہوا مل گیا۔ اتنا کافی تھا۔ میں نے جلدی سے اُسے جیب میں ڈالا اور پھر بن کر لیٹ گیا۔ اس
 کافند پر دو آدمیوں کی الگیوں کے نشانات ملے ہیں اور دوسرے نشانات کے بارے میں ابھی کچھ
 کہہ نہیں سکا۔ لیکن مجھے جس پر شبہ ہے اس کے پیچے تمہیں لگانا چاہتا ہوں۔ تم پہ آسانی اس کی

انگلیوں کے نشانات لے سکو گے۔"

"وہ کون ہے۔" حمید نے بے تابی سے پوچھا۔

"وہی شخص جو رات ایٹھیٹر کے کمرے میں بیہدش ہو گیا تھا۔" فریدی نے کہا۔ "اس کے لئے تمہیں اس کا موثر ذرائعور بننا پڑے گا۔"

"میں سمجھ گیا..... ہاں تدبیر تو اچھی خاصی ہے۔" حمید بولا۔ "لیکن یہ تو بتائیے کہ آپ

نے ہوش میں آنے کے بعد ایٹھیٹر کو کیا بتایا تھا کہ آپ اس سے کیوں ملنے کے تھے۔"

"کہا رہے یہ بھی کوئی خاص بات ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "میں نے کل کی اشاعت کے ایک مضمون کے متعلق اس سے گفتگو شروع کر دی تھی جو کچھ حکومت کی حالت میں تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ندو شارجہ بہت پسند ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ حکومت اس پر کسی قسم کی پابندی لگادے۔ لہذا اس قسم کے مضمون نہ چھاپے جائیں۔"

"بہت خوب.....!" حمید نے کہا۔ "اور اس شخص کی اچانک بے ہوشی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ شخص یہ اشتہار ایٹھیٹر کو دینے کے لئے آیا ہو گا اور موقع نہ دیکھ کر اس نے یہ چال چلی۔ اسے بیہدش ہوتے دیکھ کر ایٹھیٹر نے اپنے اسٹنٹ کوڈاکٹر کے لئے دوڑا دیا۔ اس نے اس دوران میں وہ اشتہار ایٹھیٹر کو دیا ہو گا۔ جب وہ ہوش میں آیا اس وقت میں وہاں موجود تھا۔ میرے علاوہ ڈاکٹر بھی تھا۔ ہم لوگوں کی موجودگی میں اس نے بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھا کہ وہ ایک موثر ذرائعور کے لئے اخبار میں اشتہار دینا چاہتا ہے۔"

حمد نے مخفی خبر انداز میں سر پا لایا۔

"اس اخبار میں پُس عدناں کی طرف سے ایک موثر ذرائعور کے لئے اشتہار شائع ہوا ہے۔"

لیکن اب اسے دھوکا دینے مشکل ہو جائے گا۔" حمید نے کہا۔

"تم تھیک سمجھے! ایٹھیٹر نے اسے رات ہی میں مطلع کر دیا ہو گا کہ مسودہ گم ہو گیا ہے اور وہ بھی سمجھ گیا ہو گا کہ یہ کام میرا ہی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اب پُس عدناں کافی احتیاط سے کام لے گا۔"

"آپ یہ سب اتنے وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں، جیسے آپ کو مکمل یقین ہو کہ پُس

عدنان عی اصل مجرم ہے۔ ”حید نے کہا۔

”اصل مجرم وہ نہیں بلکہ یوہ ہر ذہن ہے۔ وہ تو اس کا ایک ابجت معلوم ہوتا ہے۔“ فریدی نے کہا۔

”لیکن یہ کہ نہ شد دو شد۔“ حید نے کہا۔ ”میں تو پرنس عدنان عی کو یوہ ہارڈ سمجھ رہا تھا۔“

”تم غلط سمجھ رہے تھے۔“ فریدی مسکرا کر بولا۔ ”یوہ ہارڈ اگر یہ ہے تو پرنس عدنان ہندوستانی۔“

”ہندوستانی یا عراقی.....؟“ حید نے کہا۔

”سو فیصدی ہندوستانی۔“

”وہ کیسے؟“

”پہلے تم اسے ایک بار دیکھو آؤ..... سمجھ رہتا ہوں گا۔“ فریدی نے کہا۔

”تو میں کس طرح جاؤں۔“ حید نے کہا۔

”بیوں.....!“

”اوہ نہ! میرا یہ مطلب نہیں۔“ حید نے قدرے بچھلا کر کہا۔ ”میں اس سے کس حیثیت سے ملوں۔“

”ایک طاز ملت کے خواہاں موڑ رائیور کی حیثیت سے۔“

”مگر دہا ب کافی ہو شیار ہو گیا ہو گا۔“

”تب تو مجھے اور بھی زیادہ آسانی ہو جائے گی۔“ فریدی نے کہا۔ ”ہمیشہ یاد رکھو کہ مجرم اس وقت بہت آسانی سے گرفت میں آ جاتا ہے جب وہ حد سے زیادہ مختال ہو جائے۔ میں تو یہ چاہتا ہی ہوں کہ تمہارے جانے پر اسے کسی طرح شبہ ہو جائے کہ مقامی جاؤں اس کے چیچے لگ کئے ہیں۔“

حید نے پھر منی خیز انداز میں سر ہالا یا۔

”یہیں ایک بات کا خاص خیال رکھنا۔“ فریدی نے کہا۔ ”اس پر یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ تم اگر یہی کافی چانتے ہو۔ گفتگو نوٹی پھوٹی اگر یہی میں کرتا۔ حتی الامکان اس بات کی کوشش کرنا کہ اسے شبہ نہ ہونے پائے۔ اگر شبہ ہوئی گیا تو اس کی گلر نہیں، کیونکہ اس صورت میں بھی کوئی نہ کوئی راستہ نہیں ہوں گا۔“

”میں اچھی طرح سمجھ گیا۔“ حید نے کہا۔ ”اچھا تو میں کس طرح جاؤں..... کیا بھیں

بدلنے کی بھی ضرورت ہو گی۔“

”قطیعی..... بغیر بھیس بدے اس کے سامنے چلا بھی مت۔ ورنہ سارا کھیل گز جائے گا۔ آج تم نبیجے تم اس کے بیان ضرور حقیقی جاتا..... اور ہاں میں ابھی تمہیں ایک تجربہ کا ملٹری ڈرائیور کا سرٹیفیکیٹ بھی دے دوں گا۔“

نوک جھونک

خیرپولیس کے دفتر میں مسٹر جیکن کے کمرے میں ملک کے چھ سربرا آور دہ جاؤسوں کی مینگ ہو رہی تھی۔ فریدی کے علاوہ ہر ایک اپنی رپورٹ مسٹر جیکن کے سامنے پیش کر چکا تھا۔ ”کیوں مسٹر فریدی آپ کیا سوچ رہے ہیں۔“ جیکن نے کہا۔

”میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایک ایسے شخص کا پیدا نکانا کتنا دشوار ہے جسے آج تک کسی نے نہ دیکھا ہو۔ جس کی تصویر مغلک سراغِ رسانی کے دفتر میں موجود نہ ہو۔ اسکا لینڈ یارڈ ڈاؤن لے جس اسی بناء پر اُسے پکڑنے سکے کہ ان کے پاس نہ تو تصویر تھی اور نہ دوسرے ایسے نشانات جن سے وہ پکڑا جاسکے۔“

”تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں ہامید ہو جانا چاہئے۔“ جیکن نے کہا۔

”میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔“ فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری گرفت میں آئی جائے، لیکن ایسے لوگوں کا پکڑا جانا محض اتفاق پر جنی ہوتا ہے۔ کسی خاص طریقہ کا پر عمل کر کے ایسیوں کو گرفتار کر لینا قطیعی ناممکن ہے۔“

”بہر حال اس بحث سے کوئی فائدہ نہیں۔“ جیکن نے کہا۔ ”یہ بتاؤ کہ تم نے اب تک کیا کیا۔“

”میں نے آپ سے اپنے جس شہر کا انکھیار کیا تھا اس کے تحت میں اخبار کے دفتر میں گیا تھا لیکن وہاں تحقیقات کرنے پر مجھے پہ چلا کر میں نظری پر تھا۔ ایمیٹر نے مجھے بتایا کہ وہ لوگوں کی دلچسپی کے لئے اسی قسم کے دوسرے سلسلے بھی شروع کرنے والا ہے۔“

”وہ تو میں پہلے یہ کہہ رہا تھا۔“ مسٹر جیکن نے مسکرا کر کہا۔

"اُرے پھر کہاں آپ کہاں میں۔" فریدی نے انتہائی خاکسارانہ انداز میں کہا۔ "آپ بہر حال تم سب کے استاد ہیں۔" جیکن پہنچنے لگا۔

"تو پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔" جیکن بولا۔

"میں کسی خاص لائن پر کام نہیں کر رہا ہوں۔" فریدی نے کہا۔

"تو پھر ان جاسوسوں کے بناے ہوئے پلان میں اُن کے شریک کار ہو جاؤ۔" جیکن نے کہا۔

"میں اسے وقت برپا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھتا۔" فریدی نے کہا۔

"یہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔" ایک جاسوس تیز لپجھ میں بولا۔ بقیہ جاسوسوں کے پھر دل سے بھی بھی نماہر ہو رہا تھا کہ انہوں نے فریدی کے اس جملے کا بنا ماتا ہے۔

"دیکھئے، جتاب یہ شیر کا ٹکڑا تو ہے نہیں کہ آپ نے ہاں کا کروایا اور اس کا انتحار کرنے لگے اور ابھی شیر خود بخوبی سامنے آجائے گا۔" فریدی نے سکرا کر کہا۔ "یہ ایک ایسے آدمی کا معاملہ ہے جسے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں، اور پھر اس نے یہاں کوئی واردات بھی نہیں کی کہ اس کے سہارے کسی خاص نتیجے پر پہنچا جائے۔"

"تو اس کا صریحالیہ مطلب ہے کہ اُسے گرفتار کیا ہی نہیں جا سکتا۔" دوسرا جاسوس بولا۔

"تاو قشیر اس کا کچھ پڑھ نہ لے۔ میں تو ایسا ہی سمجھتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔

"میرا تو خیال یہ ہے کہ جب تک وہ خود ہمارے سامنے آ کر یہ نہ کہہ دے کہ وہی لیونہارڈ ہے اس کا کچھ اباہاں حال ہے۔" ایک جاسوس نے طریقہ لپجھ میں کہا۔

"بے شک حالات تو ایسے ہی ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "اور پھر نہ گھوڑا درست میدان ہر ایک

کے جو ہر کمل جائیں گے۔"

"بھی آخر اس نوک جھوٹک سے کیا قائد ہے۔" جیکن نے کہا۔

"بہر حال صاحب، ہم لوگوں نے جو پلان تیار کیا ہے اسی کے مطابق کام کریں گے۔" ایک جاسوس بولا۔

"آپ کو اختیار ہے چاہے آپ ہذا ساتھ دیں یا نہ دیں۔"

"آپ کا خیال بالکل نحیک ہے۔" فریدی نے کہا۔ "اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر معاملے میں میری رائے نحیک ہی اترے۔ لیکن ممکن ہے آپ کا بنا یا ہوا پلان ہی مفید ہاتھ ہو۔ بہر حال مجھے

سے آپ جس وقت جو کام لیتا چاہیں لے سکتے ہیں۔"

"آپ کا بہت بہت شکر یہ۔" ایک بوڑھے جاہوں نے طریقے میں کہا۔

"میں پہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگ یہ کام مل جل کر کریں۔" جیکن نے کہا "کیونکہ مقابلہ

ایک انتہائی پراسرار آدمی سے ہے۔"

"قریب قریب ہم سب بھی بھیجا چاہئے ہیں۔" فریدی نے فہم کر کر کہا۔

تحوڑی دیر کے بعد وہ سب مز جیکن کے کمرے سے اٹھ کر پڑے گئے۔ فریدی اپنے کمرے میں آکر بینہ گیا۔ اس نے الگیوں کے وہ نشانات نکالے جو اس نے اخبار کے دفتر سے چاہئے ہوئے کاغذ پر سے حاصل کئے تھے۔ تحوڑی دیر تک اپنیں بغور دیکھا رہا پھر اٹھ کر ریکارڈ روم میں چلا گیا۔ وہاں اس نے دو تین قائل نکالے اور انہیں اللاتا پلتارہ۔ دفتار وہ چونکہ پڑا..... قائل میں ایک جگہ کسی آدمی کی الگیوں کے نشانات تھے۔ وہ اپنے حاصل کئے ہوئے نشانات سے ان کا موازنہ کرنے لگا اور پھر ایک تصویر پر اس کی نظر پڑی۔ اپاٹک اس کی اوصیتی ہوئی آنکھوں میں عجیب ہم کی چمک پیدا ہو گئی۔ وہ دیر تک اس قائل کے کاغذات کو اللاتا پلتارہ۔ اتنے میں کاک نے چار بجائے اور اس نے قائل الماری میں رکھ دیا اور اپنے کمرے میں آکر گھر جانے کی تیاری کرنے لگا۔

قریباً آٹھ بجے رات کو حید لوث آیا اور آتے ہی ایک صوفی پرڈھیر ہو گیا۔

"خبریت.....!" فریدی نے کہا۔

"میں نے یہ لفظ آج تک نہیں سن۔"

فریدی سمجھ گیا کہ ضروری کوئی خاص بات ہوئی ہے۔

"کیوں بھی.....!" آخر اتنی بدحواسی کیوں۔

"تمکا تمکا کر مار ڈالا جرام زدے نے۔" حید نے کہا اور آخر بعد میں کہہ دیا تم اس کا کی

حناقلت کر سکو گے۔ کیونکہ تم ہمیشہ ملٹری لا ریاں چلاتے رہے ہو۔"

"بہت خوب.....!" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "تو اس نے تمہارے سر ڈیکھیٹ دیکھے تھے۔"

"تھیاں..... کافی دیر تک۔" حید بولا۔ "اور پھر اس نے مجھ سے کہا کہ میں تمہاراڑا اکل

لیتا چاہتا ہوں..... یہ کہہ کر جو اس نے مجھے اپنی کار میں جو گاہے تو اب فرصت ملی ہے۔ کافی تھوڑم

پھر لینے کے بعد اس نے مجھ پاچ گناہ کا نوٹ لکھا اور سخنے سخنے رخصت کر دیا۔
”خیر کچھ پر واد نہیں..... میرا مقصد اتنے ہی میں حل ہو گیا۔“ فریدی نے کہا۔ ”لاؤ وہ سریٹکلیٹ و اپیس کر دو۔“

”کیسے سریٹکلیٹ.....“ حمید نے سمجھ دی سے کہا۔ ”وہ تو اُسی کے پاس رہے گے۔“

”لیا کہا..... اُس کے پاس رہے گے۔ اُس کے پاس کیوں رہے گے۔“

”تو کیا بھے وابس لے لیتا چاہئے تھے۔“ حمید نے بھولے پن سے کہا۔

”جیب گدھے آدمی ہو۔“ فریدی نے جھنجلا کر کہا۔

”یہ قلمی ہا ممکن ہے۔“ حمید نے کہا۔ ”میں یا تو گدھا ہو سکتا ہوں یا آدمی۔ بیک وقت گدھا اور آدمی ہونا میرے بس کی بات نہیں۔ چاہے پھر نو کریہ ہے یا جائے۔“

”سید ہی طرح نکالتے ہو سریٹکلیٹ یا دوں ایک گھونڈ۔“ فریدی نے کہا۔

”شوق سے دبجنے میں اُسے نہایت احتیاط سے اپنے بکس میں رکھ دوں گا۔“

”لیا بکوس بے۔“

”حضور یہ بکوس نہیں قلق ہے۔“

”جہنم میں جاؤ تم اور تمہارا نقش دوںوں۔“ فریدی نے جھنجلا کر کہا۔ ”لاؤ..... لاؤ۔ سریٹکلیٹ لاؤ۔“

”لچھے جاتا..... آخر اس قدر نہ اپن کیوں ہوتے ہیں۔“ حمید نے جیب سے سریٹکلیٹ

نکال کر فریدی کو دے دیا اور منہ پھلانے ہوئے کمرے سے باہر پلا گیا۔

”جیب گدھا ہے..... نہ موقع دیکھتا ہے اور نہ وقت۔“ فریدی بڑی بڑی ہوا اعیانات کے

کمرے میں گھس گیا۔

دلچسپ و ہمکلی

”کیوں بھتی تمہارا منہ سیدھا ہوا یا نہیں۔“ فریدی نے حمید سے کہا جو ایک صوفے پر لیٹا

کوئی کتاب دیکھ رہا تھا۔

"تو میرا منہ نیز حاکب تھا۔" حمید نے کتاب پر سے نظر ہٹائے بغیر کہا۔
"کتاب بند کرو۔"

"لیجے.....!" حمید نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔
"انٹھ کر بینچ جاؤ۔"

"اگر میں لینے والے بیٹھا رہوں تو کیا ہرج ہے۔"

"اگر تم دو منٹ کے اندر سمجھو دہنے ہوئے تو میں تمہارے دو فوں کا ان اکھاڑوں کا۔" فریدی
نے کہا۔

"کہے حضور! آپ میری ہاک بھی اکھاڑا سکتے ہیں۔" حمید نے کہا۔ "آپ کا تخت جو خبر رہ۔"
"اچھا بکواس بند.....!"

"لیجے..... بالکل بند۔"

"جانے ہو میں نے سر شیکھیت میں کیا پلایا۔" فریدی نے کہا۔
"تمی ہاں جانتا ہوں۔"

"میں....."

"سینما کے نکٹ.....!" حمید نے مسکرا کر کہا
"پھر وہی حرکت۔"

"کون سی۔"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

"تو پھر اسی بات پر مجھے تین چار ماہ کی چمنی دلواد جھے۔"

"اچھا.....!" فریدی نے غصے میں کہا اور پھر کمرے سے جانے لگا۔
حمید نے انٹھ کر اسے پکڑا۔

"آخر آج کل آپ اتنے چڑھے کیوں ہو گئے ہیں۔" حمید نے کہا۔

"اس وقت ہٹ جاؤ..... میں اب تھوڑی دیر بعد تم سے نکلو کرنے کے قابل ہوں گا۔"

"اور اگر آپ تھوڑی دیر بعد بھی اس قابل نہ ہوئے تو؟" حمید نے مخصوصیت سے کہا۔

"او فریدی کے باپ! میں نے اس سریٹکٹیٹ میں اپنی تصویر ایک بوڑھی عورت کے ساتھ بوس کردا کرتے ہوئے پائی ہے۔" فریدی نزدیکے چنگا۔

"کیا مطلب.....!" حید نے اسے گھوڑتے ہوئے کہا۔

فریدی نے تہہ کے ہوئے سریٹکٹیٹوں کے درمیان میں، ایک تصویر کا لکھ کر حید کی طرف بڑھا دی۔

حید دیکھ کر بے تحاشہ ہنسنے لگا۔

"میں آپ کو اتنا بذوق نہیں سمجھتا تھا۔" حید نے بھی روکتے ہوئے کہا۔ "یہ تو وہی مثل ہوئی..... جو توبہ نوٹی بھی نوٹی ہوئے کیا نہیں۔"

"پھر وہی بکواس۔" فریدی نے چیخ کر کہا۔ "میں تمہیں اتنا بد تیز نہیں سمجھتا تھا۔" فریدی کو جمع خدمہ آگیا تھا۔

"میں نے کیا بد تیزی کی۔" حید نے سہم کر کہا۔

"یہ تصویر کہاں سے آئی۔"

"خدا کی حرم میں نہیں چانتا۔" حید نے سنجیدگی سے کہا۔ " مجھے جس حالات میں اس نے سریٹکٹ دیئے میں نے جیب میں ذال لئے تھے اور بالکل دیے ہی آپ کو واپس کر دیئے تھے۔"

فریدی پکھ سوچنے لگا۔

"سمجا.....!" اس نے تھوڑی لار بعد معنی خیز انداز میں سر ہلاکر کہا۔

"میں.....!"

"چانتے ہو یہ عورت کون ہے؟" فریدی نے کہا۔

"نہیں.....!"

"ڈسٹرکٹ ہجسٹریٹ مسٹر رابرٹ کی بیوی۔"

"تو کیا واقعی آپ.....!"

"میں افسوس لکھتے ہو۔" فریدی نے کہا۔

"پھر آخر.....!"

"یہ یونارڈ کی طرف سے میرے لئے ایک خاموش حملہ ہے۔"

"مگر یہ تصویر ہاتھ کی بنائی ہوں ہے نہیں۔" حمید نے کہا
"جمیں اتنی ہی حکل ہوتی تو پھر رونا کس بات کا تھا۔"

"چکھتا ہے بھی تو.....!"

"کرے میاں اُنک قلموں پر د تصویریں لے کر انہیں ملادینا کوئی مشکل کام نہیں۔" فریدی
نے کہا۔

"اوہ..... بھنی مان گیا۔ واقعی لیوہارڈ کو جیسا اتنا تمہاوی سایا پلا۔" حمید نے کہا
"میں نے جھیں یہ سریٹکٹ ہمس اس لئے دیے تھے کہ ان کے ذریعہ میں پرانے عداں کی
انگلیوں کے نشانات حاصل کر سکوں گا۔ مگر بے سود، جو شخص اتنا عیار ہوا لکی قاش قلطی نہیں
کر سکتا۔"

"اوہ..... شیک بیلا آیا۔" حمید نے کچھ سپتے ہوئے کہا "اُس نے سریٹکٹ لیتے وقت
درستانے پہن لئے تھے۔"

فریدی بھر کچھ سپتے لگا۔

"اُس نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اس کا چیخا کیا تو وہ اس حرم کی دوسری تصویر
ڈسٹرکٹ جھٹڑیٹ تک پہنچا دے گا۔"
"یہ تو بہت نہ ہوا۔" حمید نے کہا۔ "کیا ڈسٹرکٹ جھٹڑیٹ کی بیوی سے آپ کی جان پکیاں
ہے۔"

"بالکل نہیں.....!"

"واقعی بہت نہ رے سپتے۔" حمید نے کہا

"اوہ..... دیکھا جائے گا۔" فریدی نے بھنوں سکوڑ کر کہا۔ "اب سب سے پہلے پرانے
عداں کو شکانے لگانا پاہنے۔"

"وہ کس طرح۔"

"اُبھی میں اس کے متعلق کوئی واضح انتکم نہیں بنائیں۔ لیکن یہ ملے کر لیا ہے کہ اُسے کسی
طرح بکڑلوں۔"

"مگر یہ چیز خطرناک ہو گی۔"

"کیوں.....!"

"اس لئے کہ اگر آپ کے کہنے کے مطابق وہ خود بیوہ نہیں تو آپ خطرے میں پڑ جائیں گے۔ لیوہارڈ اس تصویر کو ڈسٹرکٹ مجھ سے بیٹ کے حوالے کر دے گا۔"

فریدی پھر کچھ سوچنے لگا۔

ا جنگی حیثیت

رات اختیالی سرد تھی، آسمان میں سیاہ بادل منڈلا رہے تھے۔ ہوا تیز تھی۔ کبھی کبھی دل پلا دینے والی گرج اور چمک سے بڑی بڑی عمارتوں میں ایک بجیب حرم کی جھنکاری پیدا ہو جاتی تھی۔ ایک نیج گیا تھا، لیکن فریدی ابھی تک اپنی خواب گاہ میں ٹہل ٹہل کر سگار پر سگار پھونک رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بارش ہونے لگی۔ فریدی نے کھڑکیاں بند کر دیں۔

ابھی وہ لینٹے کے ارادے سے پنچ پر بیٹھا ہی تھا کہ کتوں کے بھوکنے کی آواز سنائی دی اور ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی برآمدے میں گرپڑا ہو۔ وہ تیزی سے برآمدے کی طرف پکا۔ پورے تھوڑے میں اس کے کتے کھڑے بھوک رہے تھے۔ فریدی نے انہیں ڈانتھے ہوئے برآمدے کی بکلی روشن کر دی۔

"اوے.....!" وہ پوچک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

برآمدے میں ایک عورت اونڈ گی پڑی ہوئی تھی۔ اس کی تیس اور چھتی ساڑھی پندرہ یوں تک سر ک آئی تھی۔ وہ ایک گرم اور خوشنا بادے میں ملبوس تھی۔ کپڑے قریب قریب بالکل بھیگ پکھے تھے۔

فریدی اس کے قریب جا کر بینگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ بہت کر کے اس نے اسے سیدھا کیا۔ یہ ایک نوجوان عورت تھی۔ اس کی سمجھی اور لائی ٹکلیں غماڑی کر رہی تھیں۔ ان کے آنکھوں میں دو تمیل کی طرح اتحادہ گہرائیاں رکھنے والی خوبصورت آنکھیں

سوری تھیں۔ سرخ و پید چہرہ سلمانی اور اسحاقی کی وجہ سے کچھ اور زیادہ حسین نظر آنے لگا۔ وہ گہرے گہرے سائنس لے رہی تھی۔ اُس کے حسین اور صحت مند جسم میں ہاتھ لگاتے وقت فریدی جیسا خلک آدمی بھی ایک بار سر سے جوں تک کاپ اٹھا تھا۔ آخر وہ بہت کر کے اس بیوی شہزادی کو ہاتھوں پر اٹھا کر اپنی خواب گاہ میں لے آیا اور پنک پر لادیا۔

اب وہ ایک دوسرا بھی میں پڑ گیا تھا۔ اُس کے بھیکے ہوئے کپڑے کس طرح تبدیل کرائے۔ یہ مسئلہ انتہائی دشوار تھا۔ آخر اُس نے اُسے جوں کا توں رہنے دیا۔ صرف اتنا کیا کہ اسے کمبلوں سے چاروں طرف سے ڈھک دیا اور سترلہ پنک سے کمرہ گرم کرنے کا انعام کرنے لگا۔ اس نے سوچا کہ حمید کو بھی جگا دے۔ لیکن اس کی شوخ طبیعت اور غیر سنجیدگی کا خیال آتے ہی اس ارادے سے باز رہا۔ اُس نے اس کے جوتے اتاردیئے تھے اور اب اُس کے سبک اور نازک پیروں کو دیکھ رہا تھا۔

تحوڑی دیر بعد اس کی گھنیری پلکوں کے نیچے آنکھوں میں خفیف سی جنبش ہوئی۔ فریدی اس پر جگ گیا۔ وہ آہستہ آہستہ ہوش میں آرئی تھی۔ آنکھیں ذرا سی کھلیں اور پھر بند ہو گئیں۔ پھر اُس نے آنکھیں چھڑا چھڑا کر چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اچاک وہ ایک جھیکے کے ساتھ اٹھ چکی۔

”آپ اطمینان رکھئے۔ آپ قطعی محفوظ ہیں۔“ فریدی نے کہا۔

”لیکن میں کہاں ہوں۔“ لڑکی بولی۔

”مگر ایئے نہیں..... آپ نہ مے لوگوں میں نہیں۔“ فریدی نے کہا۔
”لڑکی سر جھکائے سوچنے لگی۔

”آپ ابھی لیٹئی ہی رہنے تو بہتر ہے۔“ فریدی بولا۔

”لڑکی اُسے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

”آپ خواہ نکوہ پریشان ہو رہی ہیں۔ اطمینان رکھئے آپ قطعی محفوظ ہیں۔“ فریدی نے اسے پھر دلاسا دیا۔ لڑکی پھر لیٹ گئی۔

”آپ کے کپڑے بھیکے ہوئے ہیں۔“ فریدی نے کہا۔ ”مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے

لئے زمانہ کپڑوں کا انتظام نہ کر سکوں گا۔ اگر آپ کچھ خیال نہ کریں تو اس وقت تک کے لئے مرد اپنے ہی کپڑے پہن لیں جب تک کہ آپ کا لباس خلکنہ ہو جائے۔”
لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔

”بھیج کپڑے آپ کو تھان پہنچا سکتے ہیں..... میرے خیال سے تو آپ کو اس میں کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔“
لڑکی پرستور خاموش رہی۔

جب وہ اپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں اس کا شب خوابی کا لباس تھا۔
”لچھ کپڑے بدلتے ہیں۔“ فریدی نے کہا۔ ”میں جب تک چائے کا انتظام کرتا ہوں۔“
”نہیں..... آپ کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔“ لڑکی جلدی سے بولی۔
”نہیں تکلیف کی کوئی بات نہیں، اس وقت چائے آپ کے لئے ضروری ہے۔“ فریدی نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

لڑکی نے انہیں کراپنے بھیجے ہوئے کپڑے اتارے اور فریدی کے کپڑے پہن لئے۔ اس ڈھینے والے لباس میں وہ انتہائی مسٹکھ خیز معلوم ہونے لگی تھی۔ کپڑے تبدیل کر کچنے کے بعد اس نے سترلہ بینک کا پلگ نکال دیا۔ پھر پلگ پر اچھی طرح کبل اوڑھ کر بینہ گئی۔
تحوڑی دیر بعد فریدی کشٹی میں چائے لے کر آگیا۔ اس نے اس وقت مازموں کو جگانا مناسبہ سمجھا تھا۔ اس لئے اس نے چائے خود عین بناالی تھی۔

”مجھے سخت شرمندگی ہے۔“ لڑکی بولی۔
”شرمندگی کس بات کی ہے۔“ فریدی نے کہا۔
”خواہ مخواہ آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔“ لڑکی بولی۔
”بھی اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔“ فریدی نے اس کی طرف چائے کی پیالی بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ھر یہ.....!“ لڑکی نے کہا۔ چائے لیتے وقت اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔
فریدی ایک آرام کر کی پریٹ کر گا۔ گار سلاگانے لگا۔
”گار کے دھوئیں سے آپ کو تکلیف تو نہ ہو گی۔“ فریدی نے کہا۔

"میں نہیں..... بالکل نہیں۔" لڑکی مسکرا کر بولی۔

"میرے خیال سے آپ ایک کپ اور جیجھے۔"

"میں نہیں بس..... شکر یہ۔"

"آپ تکلف کر رہی ہیں۔" فریدی نے پس کر کہا اور اس کے کپ میں پائے اٹھانے لگا۔

"تو آپ بھی جیجھے.....!" لڑکی نے کہا۔

"میرے لئے بالکل ہاتھ ہو جائے گی۔" فریدی نے کہا۔

لڑکی پائے پیچھی تھی۔ اس کے پھرے سے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ کچھ کہنا پاہتی ہو۔

فریدی آنکھیں بند کئے خاموشی سے سگار پی رہا تھا۔

"مگر..... مگر....." لڑکی نے کہا۔ "جسے حیرت ہے کہ آپ نے ابھی تک میرے

ہاتھے میں کچھ نہیں پوچھا۔"

فریدی آنکھیں سکھوں کر مسکرایا۔

"اگر آپ ضروری سمجھیں گی تو خود بخود بتا دیں گی۔" فریدی نے کہا۔

لڑکی اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

"میا یہ فریدی صاحب کا مکان نہیں ہے۔" لڑکی نے پوچھا۔

"سو فیصد یا انہیں کا ہے۔" فریدی نے کہا اور سگار کے بلکے بلکے سش لینے لگا۔

"میا فریدی صاحب اس وقت موجود ہیں۔" لڑکی نے کہا۔

"میں ہاں۔"

"غائب اسور ہے ہوں گے....." لڑکی نے کہا۔ "اگر انہیں اس وقت جگایا جائے تو وہ نہ اتنا

مانیں گے۔"

"قطعنی نہیں.....!" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "انہوں نے بالکل نہ انسیں ملا۔"

"تو کیا آپ نے انہیں میرے متعلق بتا دیا ہے۔" لڑکی بولی۔

"بتانا کیسا..... وہ دری سے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"اوہ..... تو کیا وہ قریب ہی کے کمرے میں ہیں۔" لڑکی بے تابی سے بولی۔ "خدا راجھے

آن کے پاس لے چلے۔"

”آخر کیوں.....؟“

”یہ میں انہیں سے بتاؤں گی۔“ لڑکی نے کہا۔ ”معاف کیجئے گا..... بات ہی کچھ ایسی ہے۔“
”تو یہاں کرنا شروع کر دیجئے۔“

”میں نے عرض کیا تاکہ میں یہ بات صرف انہیں کو بتا سکتی ہوں۔“ لڑکی نے قدرے
خونگوار لبھے میں کہا۔

”تم امانے کی بات نہیں۔“ فریدی نے کہا۔ ”میں آپ سے کب کہتا ہوں کہ آپ کسی
دوسرا سے کو بتائیں۔“

”تو کیا..... تو کیا..... آپ ہی فریدی صاحب ہیں۔“
”جی.....!“

”اوہ..... تب معاف کیجئے گا۔ مجھے خلا فہمی ہوئی تھی۔ میں آپ کو بوڑھا سمجھتی تھی۔“
”آپ اب بھی مجھے بوڑھا ہی کیجئے۔“ فریدی نے کہا۔ ”فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت
کر سکتا ہوں۔“

لڑکی کچھ سوچنے لگی۔ اس کا چہرہ بار بار شرم سے مردھا ہو جاتا تھا۔ فریدی اس کے چہرے کی
تبديلیوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔

”میں دراصل اس لئے حاضر ہوئی.....!“ لڑکی اس سے زیادہ نہ کہہ سکی۔ شرم سے اس
کے چہرے پر پینت آگیا تھا۔

”کہنے کہنے..... میرا سید رازوں کا مقبرہ ہے۔ آپ اٹیباں رکھئے۔“ فریدی نے کہا۔
”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسے کہوں۔“ لڑکی نے کہا۔

”یہ تو ذرا مشکل چیز ہے..... بھلامیں کیسے بتا سکتا ہوں کہ آپ کیسے کہیں۔“
لڑکی پھر سوچنے لگی۔

”آپ میرے اوپر پورا پورا عائد کر سکتی ہیں۔“ فریدی۔ کہا۔
لڑکی اس کی طرف بغور دیکھنے لگی۔

”آپ..... روزنامہ اسٹار پر چھتے ہیں۔“ لڑکی اپاٹک بولی۔
فریدی چوک پڑا، لیکن اس نے فوراً اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے کچھ ایسا انداز اختیار

کر لیا جیسے اس نے ووئی خاص بات نہ پوچھی ہو۔ اس کے دل میں شہر جاگ اخاکھیں یہ لڑکی بیوہارڈ کے گروہ سے تعلق نہیں رکھتی۔ کہیں وہ اُسے بد نام کرنے کے لئے کوئی دوسرا پال تو نہیں چل رہا ہے۔

”پڑھتا ہوں۔“ فریدی نے کہا۔ ”ہمارے صوبے میں اس کے علاوہ دوسرا خبہ ہے یہ کون ساجوڑھے جانے کے قابل ہو۔“

”آپ نے اس میں وہ اشتہار نماد حملکیاں بھی پڑھی ہوں گی، جو آئے دن چند نامعلوم ہستیوں کے بارے میں شائخ ہوا کرتی ہیں۔“

”اشتہار نماد حملکیاں۔“ فریدی نے تجب کا انکھدار کرتے ہوئے کہا۔ ”میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔“

”اُرے وعی بیک میلانگ کے اشتہارات کے نمونے۔“ لڑکی بولی۔

”اچھا وہ.....!“ فریدی نے لاپرواں سے کہا۔ ”اُس پر ہے تو ہیں۔“

”آن کے تعلق آپ کا کیا خیال ہے۔“

”خیال.....ہاں دچپی کے لئے اچھا گاسا مسلد ہے۔“

”دچپی۔“ لڑکی جوش سے بولی۔ ”مگر میں ثابت کر سکتی ہوں کہ ان کے ذریعہ سو فیصد بیک میلانگ ہو رہی ہے۔“

”اچھا.....“ فریدی نے جرأت کا انکھدار کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔“

”لیکن کیسے.....؟“

”اسی اخبار کا یہ تراش ماحظہ فرمائیے۔“ لڑکی نے اس کی طرف کانٹہ کا ایک بگڑا بڑھاتے ہوئے کہا۔

فریدی اُسے پڑھ کر اس کی طرف استفہامیہ انداز میں دیکھنے لگا۔

”وہ بد نصیب تواب زادی میں ہے ہوں۔“ لڑکی گلوکیر آواز میں بولی۔

”اچھا.....!“ فریدی نے جرأت سے کہا۔ ”لیکن یہ آپ دو حق کے ساتھ کیسے کہ سکتی ہیں۔“

”اس لئے کہ بالکل اسی تم کا ناظم بھے سو شر لینڈ میں بھی موصول ہوا تھا اور اسی کے ساتھ

ہی ساتھ ایک تصویر بھی تھی۔“

”تو کیا یہ پرائیوریت سیکریٹری والا معاملہ تھے ہے۔“ فریدی نے کہا۔ ”مگر..... نہیں میں کیوں یہ پوچھ رہا ہوں۔ معاف کرنے گا۔“

”آپ قلعی پوچھ سکتے ہیں، بلکہ میں آپ کو وہ تصویر بھی دکھانکتی ہوں۔“

لوکی جوش میں بولی۔ ”جب کر نہیں تو ذر نہیں۔ میرا خیر اس پر مجھے طامت نہیں کرتا۔“
لوکی نے ایک تصویر فریدی کی طرف بڑھا دی۔

اس تصویر میں ایک نوجوان آدمی اُسے آنکھ میں اٹھائے کھڑا تھا۔

”میں کہا آپ نے کہ آپ کا خیر آپ کو طامت نہیں کر رہا ہے۔“ فریدی نے تجہب اور طنز آمیز لمحے میں کہا۔

”مجی ہاں.....!“ لوکی تیز لپجھ میں بولی۔ ”سو شر لینڈ کی ایک تنزیح گاہ میں میں سر میں چوت لگنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ میرا پر ایجور سیکریٹری بھی میرے ہمراہ تھا..... وہ مجھے اٹھا کر ہپتال لے جانے کے لئے گاؤں کی طرف لے جا رہا تھا کہ اسی دوران میں کسی نے ہمارا فون لے لیا..... اور بس۔“

”اوہ سمجھا.....!“ فریدی نے صدقی خیز انداز میں سر ہلا کر کہا۔ ”مگر آپ مجھ سے کیا پاہتی ہیں۔“

”میں نہیں لا کو کہاں سے لا دیں گی۔ خود مختار تو ہوں نہیں۔“ لوکی نے کہا۔

”تو پھر میں اس سلسلے میں آپ کی کیا دو کر سکتا ہوں۔“ فریدی نے کہا۔

”کسی طرح سے مجھے اس مصیبت سے نجات دلوایے۔“ لوکی نے بے بسی سے کہا۔ ”اگر واقعی یہ تصویر شائع ہو گئی تو میں کسی کو مند دکھانے کے قابل نہ رہ جاؤ گی۔ اسی صورت میں میرے خیر کی صفائی بھی میری مدد نہ کر سکے گی۔ دنیا کی زبان کو کون روک سکتا ہے۔ تو پھر اب اجاں تو مجھے زندہ ہی دفن کر دیں گے۔“

”اچھا..... آپ نے اس اخبار کے دفتر والوں سے اس سلسلہ میں کوئی خط و کتابت بھی کی۔“ فریدی نے کہا۔

”ابھی نہیں۔“ لوکی نے کہا۔ ”سب سے پہلے میں نے بھی مناب سمجھا کہ آپ سے ملوں۔ ایک دن راجہ دپٹ مگر کے نواب و جاہت مرزا اباجان سے آپ کی بہت تعریف کر رہے

تھے۔ میں نے باتوں ہی باتوں میں اُن سے آپ کا پتہ پوچھا اور یہاں پڑی آئی۔“

”کیوں.....؟“

”آپ کے بھیچے آدمی لگ گئے ہوتے۔“

”اچھا.....!“

”می ہاں۔“ فریدی نے کہا۔ ”آپ یہاں کہاں رہتی ہیں۔“

”میں اس شہر میں نہیں رہتی۔“ لڑکی بولی۔

”یہ آپ نے بہت اچھا کیا۔ اگر آپ نے اس سے پہلے کچھ خط و کتابت کی ہوتی تو اتنی آزادی سے یہاں بکھر سکتی تھیں۔“

”نہ میں فی الحال آپ کو اپنا ہام بتاوں گی اور نہ گھر کا پائے۔“

”میں اس کے لئے آپ کو مجبور نہ کروں گا۔“ فریدی نے کہا۔ ”یہاں میں کس طرح یقین کر لوں کہ آپ دعیٰ نواب زادی ہیں ممکن ہے کہ آپ اُسی گروہ سے تعلق رکھتی ہوں، جس کے خلاف آپ شکایت لے کر آئی ہیں۔“

”آپ کا اعتراض حق بجا ہے۔“ لڑکی نے کہا۔ ”واقعی اُنکی صورت میں اس کا ثبوت میرا نہیں کر سکتی۔“

فریدی کچھ سوچنے لگا۔ لڑکی کی صاف گوئی اور سادگی کا اندازہ اُسے اس بات پر مجبور کر رہا تھا کہ اس کے ہیان کو سمجھ حلیم کر لے۔ اُس کی حسین آنکھوں میں اُسے مکاری کی ذرہ برابر جھلک بھی نہ دکھائی دی۔

”ویکھنے..... مجھے مایوس نہ کیجیے گا۔“ لڑکی بھرالی ہوئی آواز میں بولی۔

”آخر آپ کو اپنے متعلق وضاحت کے ساتھ بتانے میں کیا نقصان نظر آتا ہے۔“ فریدی نے کہا۔

”میں اپنے خاندان کی بدنامی نہیں پاہتی.....“ لڑکی بولی۔ ”اس سے بہتر تو یہی ہو گا کہ میں خود کشی کر لوں۔“

”آپ اطمینان رکھئے کہ یہ چیز بھوک ہی مدد و در ہے گی۔“ فریدی نے کہا۔

”لڑکی سوچ میں پڑ گئی۔“

"آپ نے تو اب رشید الزماں کا نام سنا ہے۔" لڑکی آہستہ سے بولی۔

"اوو..... تو کہنے آپ غزال خانم ہیں۔" فریدی سکر اکبر بولا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوو۔" لڑکی دھنچا چوک کر بولی۔

"میں نے آپ کے بارے میں تواب و چاہت مرزا کے لڑکے ڈاکٹر شوکت سے سناتھا۔"

"تو کیا آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں۔"

"اچھی طرح۔"

"خیر چھوڑئے ان باتوں کو۔" لڑکی بولی۔ "اب بتائیے آپ میرے لئے کچھ کریں گے یا نہیں۔"

"آخر آپ کیا پاہتی ہیں۔"

"میں یہ چاہتی ہوں کہ کسی طرح وہ تصویر تکمیل سیت مجھے مل جائے۔"

"میں کوشش کروں گا۔ لیکن آپ کو اس وقت تک یہاں پھرنا پڑے گا جب تک کہ آپ کو تصویر والہنہ مل جائے۔"

"میں تیار ہوں۔"

"دوسری بات یہ کہ کل ہی آپ اس نامعلوم آدمی کو اسی اخبار کی معرفت ایک خط لکھتے اور اس میں اس سے پوچھئے کہ اُسے اس مطلوبہ رقم کو کس طرح دیا جائے۔ آپ اتنا کر لجھے بقیہ میں دیکھ لوں گا۔ خط کا جواب آئے تو اُسے میرے پاس بھواد بھجنے گا۔ میرا آدمی آر لپھو میں آپ سے ملتا ہے گا۔ اب آپ یہاں نہ آئیے گا اور نہ کسی پر یہ ظاہر ہونے دیجئے گا کہ آپ مجھ سے مل پکھی ہیں۔"

"میں اس سلسلے میں حتی الامکان اختیال برتوں گی۔" لڑکی مذکورہ انداز میں بولی۔ "میں آپ کا یہ احسان زندگی بھرنہ بھولوں گی۔"

"خیر یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "چلنے میں آپ کو آر لپھو چک چھوڑ آؤں۔"

"اس تکلیف کا بہت بہت شکر یہ۔" لڑکی اٹھتی ہوئی بولی۔

"اُبھی آپ کے کپڑے ٹکک نہیں ہوئے۔" فریدی نے کہا۔ "میرے خیال سے آپ انہیں کپڑوں پر میرا اودر کوٹ پہن لجھئے۔ حالانکہ آپ منکر خیز ضرور لگیں گی، مگر کیا کیا جائے۔"

"مجھے اس کی پرداہ نہیں۔" لڑکی بولی۔ "خود تمائی سے زیادہ مجھے اپنے آرام د تکلیف کا خیال رہتا ہے۔"

"بھی ہوتا چاہئے۔" فریدی نے کہا۔ "اچھا آپ اس کوٹ کو پہنچے میں جا کر کیرج سے گاڑی ٹکاٹھوں۔"

روہ میں لڑکی نے محسوس کیا کہ فریدی کے بجائے کوئی اور ڈرائیور رہا ہے۔ وہ محکی ہی تھی کہ آواز آتی۔

"مگر ایئے نہیں..... میں نے اپنی اصلی حل و صورت میں آپ کے ساتھ چلا مناسب نہ سمجھا۔"

لڑکی خاموشی سے سیٹ کی پشت پر لیک لگا کر بینتے گئی۔
آسمان پر ابھی بک کالے کالے بادل منڈار ہے تھے۔ بدش کچھ کم ہو گئی تھی۔

دھوکا

رات دری تک جا گئے رہنے کی وجہ سے فریدی دن چڑھے تک سوہنراہ اگر حید آگر جگانہ دنیا تو شاید وہا بھی تک سوہنراہتا۔ فریدی نے لیئے ہی لیئے ایک طویل انگوٹھی لی اور حید سے سگار کا ذہب اخنانے کے لئے کہا۔

"میں اس طرف نہیں جا سکتا۔" حید نے بے سانتہ کہا۔

"کوہر کسی ناخرم عورت کے کپڑے رکھے ہیں..... مجھے شرم آتی ہے۔" حید نے زنانے اندراز میں ٹاک پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔
فریدی مسکرانے لگا۔

"اخنات ہو یا انھوں کو مر مت کر دوں تمہاری۔"

"معاف کیجئے گا..... افری اور ما قتی دنیا ہی تک ہے۔" حید نے سنجیدگی سے کہا۔ "جنہیں"

کی آگ آپ کے فھسے سے زیادہ بھیاںک ہو گی۔ ”

”اچھا موالا نے محترم دقاں ہو جاؤ یہاں سے ورنہ.....!“ فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔
”تو اس میں تاریخ ہونے کی کیا بات ہے..... لجئے ناگار۔“ حید نے سگار کا ذبہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ذکر ہو اگر وہ ساری خلک ہو گئی ہو تو اسے تمہر کر کے رکھ دو۔“ فریدی بولا۔

”جی.....!“ حید زور سے پیچا۔ ”تم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے مردار آپ کو عورت بھالیا..... اسے لا خول والا..... دونوں کو مرد بھالیا..... میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔“
”کیا بکتے ہو۔“

”اب میں یہاں نہیں رہ سکتا۔“ حید نے کہا۔

”کیوں.....!“ فریدی مسکرا کر بولا۔

”اس لئے کہ اب یہاں عیاشی ہونے لگی ہے۔“ حید نے سمجھی گی سے کہا۔ ”اگر والد صاحب کو خبر ہو گئی تو وہ مجھے قلی کر دیں گے۔“
”کیا فضول بک بک لگا کمی ہے۔“

”سب فضول تھے ہی..... رات والی تصویر لیوہارڈ کی دھمکی تھی۔“ حید نے منہ بنا کر کہا۔ ”اور یہ سازشی ہے..... یہ بلا ذر..... یہ لیڈزین کوٹ..... یہ سب ہی غالباً دھمکی ہے..... تو بہ تو بہ..... اسے اللہ میاں آخر قیامت کب آئے گی۔“
فریدی ہنسنے لگا۔

”اُرے بھی تو کیا میں آدمی نہیں ہوں۔“ فریدی نے کہا۔

”آپ آدمی کب سے ہو گئے۔“ حید بولا۔ ”آپ تو کہا کرتے تھے کہ میں جاوس ہوں۔“
”گدھ سے جاوس نہیں ہوا کرتے۔“
”یہ بات آج ہی سمجھ میں آئی ہے۔“

فریدی خاموش ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ حید کو رات کا واقعہ بتائے یا نہ بتائے۔ آخر اس نے لکھی فیصلہ کیا کہ حید کو بھی اس سے آگاہ کر دے کیونکہ اس سے بہت ہی اہم کام لینے تھے۔
حید ساری داستان سنائیں کے بعد کرسی پر سے بلا ذر اٹھا کر سوٹکھنے لگا۔

"یہ کیا حرکت ہے۔" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

"سو گھنے رہا ہوں کہ اس کی عمر کیا ہو سکتی ہے۔" حمید نے کہا۔ "رات والی تصویر دیکھنے کے بعد سے میں آپ کی طرف سے قدرے بے اطمینان ہو گیا ہوں۔"

"میں بے گدھے کسی وقت تو سنجیدہ ہو جیا کر۔" فریدی نے تیزی سے کہا۔

"اگر میں گدھا ہوں تو میری سنجیدگی میں آپ کو شہنشہ کرنا پاہنے۔"

"اچھا اب بکواس بند کرتے ہو یا تمہارا گلا دبادوں۔" فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بس خدا کی تم ایک جھلک مجھے بھی دکھلاؤ جئے۔" حمید نے ہنس کر کہا۔

"کیوں آپ کیا کریں گے دیکھ کر۔"

"تو بے کروں گا..... کان پکڑوں گا۔ اس کے نہیں بلکہ اپنے۔" حمید نے کہا۔

"تو بے اس لئے کروں گا کہ ابھی تک میں آپ کو بالکل غلط سمجھتا رہا ہوں۔"

"ونتریب تمہارا دملغ خراب ہونے والا ہے۔"

"کھری بات کہنے والے ہمیشہ پاگل سمجھے جاتے ہیں۔"

"اچھا برخوردار..... میرا جیچھا چھوڑو..... تم تو ناشتہ کر پکے ہو گے۔ یہاں بھوک کے ملے نہ احال ہو رہا ہے۔"

"لیکن میں نے نہیں کہ عاشقوں کو بھوک لگتی ہی نہیں۔" حمید نے کہا۔

"اچھا اب بکواس بند کرو..... ورنہ.....!"

"آج ہی شلوار کروں گا....." تھمید نے فریدی کا جملہ پورا کر دیا۔

فریدی بڑا تباہ ہوا کمرے سے چلا گیا۔

حمد ساز گھی، بلا اوڑا اور کوت کو بڑی دیر تک الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ وہ خدا اس کی آنکھوں میں ایک شرارت آئیز پچک پیدا ہو گئی۔ وہ ہستا ہوا برآمدے میں نکل آیا۔ فریدی برآمدے میں بیٹھا شد کر رہا تھا۔

"کسی نے نمیک ہے کہا ہے۔" حمید نے بلند آواز میں کہا۔

"کیا ہے بھی..... کیوں خواہ متوادگا پچھلارہے ہو۔" فریدی نے تیز لپجھ میں کہا۔

"کسی نے نمیک ہی کہا ہے کہ ڈاکو اور جاسوس ہمیشہ عورتوں ہی کے پھر میں پڑ کر ملے

جاتے ہیں۔"

"لیا بکواس لگا رکھی ہے۔"

"بکواس نہیں سر کار! آخر آپ بھی عورت ہی کے پھیر میں پڑ کر بر باد ہوئے۔"

فریدی نے نہ اسامنہ بٹایا اور کوئی جواب دیے بغیر شکوہ کر تارہ۔

"آپ شاید مقام سمجھ رہے ہیں۔" حمید نے کہا۔

"شاید تم ہو اسے باتمیں کر رہے ہو۔" فریدی بولا۔

"میں بھی کوئی ساتھ طالی کا گھوڑا ہوں..... جو ہو اسے باتمیں کروں گا۔"

"نہیں تم والہ را بھاٹ کے گدھے ہو۔"

"آپ مقام میں ہال رہے ہیں، بخدا میں اس وقت سو فیصدی سنجیدہ ہوں۔"

"غزال آپ کو چیز قوف بنا گئی۔"

"لیا مطلب.....؟" فریدی نے چوک کر کہا۔

"ملا جھٹ فرمائیے۔" حمید نے اس کی طرف کا نند کا ایک گلزار بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آپ کی

غزال کی اندر ورنی جیب سے برآمد ہو ائے۔"

فریدی کا نند کو پڑھنے لگا۔

"آن چرات کو فریدی کے گھر جا کر معلومات بھی پہنچاؤ.....

ل

فریدی کے چہرے کا رنگ لا گیا۔ لیکن اس نے جلد ہی اپنی حالت پر قابو پالا۔

"اس "ل" سے غالباً بیوہ نادر ذمہ رو ہے۔" حمید نے کہا۔

"لیکن ایک بات تو سوچو کر اکر داقی وہ مجھے دھوکا دینے ہی آئی تھی تو پھر اس نے اتنی

بداحتیاٹی سے کیوں کام لیا۔" فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اگر اس کی نیت میں خور ہوتا تو وہ

اس کا نند کو جیب میں ہر گز نہ چھوڑ جاتی۔"

"کیا وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔" حمید نے پوچھا۔

"ہاں..... لئی لڑکیاں کم دیکھنے میں آتی ہیں۔" فریدی نے جواب دیا۔

"تجھی آپ اسے بے گناہ بھجنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" حمید نے سکرا کر کہا۔

”اچھا زر اجلدی سے کار نکالو۔“ فریدی نے تلنے سے چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔ ”لڑکی خلرے میں معلوم ہوتی ہے۔“

”کیا مطلب.....!“

”آخر بات کیا ہے۔“

”یہ پڑھ اس کے جانے کے بعد رات میں کسی وقت کوٹ کی جیب میں رکھا گیا۔“ فریدی نے کہا۔

”ہم ملکن۔“ حید نے کہا۔ ”رات میں یہاں کون آنے کی ہمت کر سکتا ہے۔ ہمارے کتنے کسی کو زندہ بھی کر جیں جانے دے سکتے۔“

”یہی تو نظری کی تھی کہ غزال کے آنے کے بعد میں نے سارے کتوں کو بند کر دیا تھا..... اور پھر اس کے بعد انہیں کھولنا بھول گیا تھا۔“

”اوہ..... جب تو پھر آپ ہی کا کہنا درست ہو گا۔“ حید نے برآمدے سے اتر کر گیراں کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں کے بعد فریدی کی کار تیزی سے آر ٹکچو ہوٹل کی طرف اڑی چادری تھی۔ ہاں پہنچ کر فریدی کو ایک بیرے کی زبانی معلوم ہوا کہ غزال اپنے کمرے میں موجود ہے اور ابھی ابھی سو کر اٹھی ہے، فریدی سید حاؤس کے کمرے میں چلا گیا۔ وہ اُسے دیکھ کر اٹھ ٹیکھی۔ اس کی آنکھیں دیر تک سوتے رہنے کی وجہ سے ابھی تک خدار آکوڈ تھیں اور جن میں پڑے ہوئے لاال ڈوروں نے اُس کے حسن میں اضافہ کر دیا تھا۔ لفیں بے تر تھیں سے پیشانی پر بکھری ہوئی تھیں۔ چہرے کے سرخ و پیدر گنگ میں کچھ کچھ سلوتاپن آگیا تھا۔

”آپ.....؟“ وہ تھیج ہو کر بولی۔ ”آپ نے تو کہا تھا کہ اب ہم لوگ ایک دوسرے سے نہ ملیں گے۔“

”خیال تو یہی تھا..... لیکن اب میں نے اپنی سیم بدلتی ہے۔“ فریدی نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور کرسی پر بینٹ گیا۔ غزال نے اُسے اپنی طرف اس طرح گھورتے دیکھ کر شرم کر سر جھکایا اور اپنی سازھی کا آنچل نمیک کرنے لگی۔

فریدی شش دنچ میں پڑ گیا کہ اُسے کیا کہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی وہ اُسے دھوکا ہی دینے کی غرض سے گئی تھی تو اُسے غائب ہو جانا پڑائے تھا اور اگر یونارڈ نے اس کی طرف سے اُسے مخلوک کرنے کی کوشش کی تھی تو اس کو شک اور زیادہ مضبوط کرنے کے لئے خود اُسے ی غزاں کو غائب کر دیتا پڑائے تھا۔ سُکھ نہیں..... شائد وہ غزاں کو اسی طرح سزاد بنا چاہتا تھا کہ پولیس، اُس پر شبہ کر کے اُسے گرفتار کر لیں۔ بہر حال یہ تو اس پر اچھی طرح واضح ہو گیا تھا کہ یونارڈ اس کے منسوبوں سے اچھی طرح آگاہ ہو گیا ہے۔

”تو پھر فرمائیے کیسے تکلیف کی۔“ غزاں نے کہا۔

”آپ سے اس بات کا مکمل ثبوت لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ نواب رشید الزماں کی صاحبزادی ہیں۔“

غزاں چوک پڑی۔ وہ اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

”لیں رات تو آپ مطمئن ہو گئے تھے۔“

”میں نے دھوکا کھایا تھا۔“ فریدی نے کہا۔

”سبھی میں نہیں آتا کہ آپ کو کس طرح یقین دلا دوں۔“ غزاں نے بے بی سے کہا۔

”آخریک بیک آپ کے دل میں یہ خیال کیسے پیدا ہوا کہ میں آپ کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہی ہوں۔“

”بات ہی انکی ہو گئی ہے۔ اگر آپ یہ نہ ثابت کر سکیں تو مجبور اجھے آپ کو حرast میں لینا پڑے گا۔“

حراست کا ہام سن کر غزاں کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ آنکھیں خصہ سے سرخ ہو گئیں۔ ہوت کپکانے لگے۔

”کیا کہا حراست.....!“ وہ گرج کر بولی۔ ”آپ کی اوقات ہی کیا ہے۔ ایک معمولی انکر..... بد تیز کہیں کے۔“

”فریدی مسکراتے رہ گا۔“

”شہزادی صاحب..... میری اوقات تو اسی وقت آپ کو معلوم ہو گی جب آپ حوالات کی ساری خوبیوں کے بیچھے نظر آئیں گی۔“ فریدی نے طنزیہ انداز میں کہا۔ ”ذرایہ کافی ملاحظہ فرمائیے۔“

"اس کا کیا مطلب؟" فراز کانفرنس کے گھرے پر لکھی ہوئی عبارت پڑھ کر بولی۔
یہ مکملہ شہزادی صاحبہ کے کوٹ کی جیب سے برآمد ہوا ہے۔ "فریدی نے کہا۔ اچاک
فرزال کے پھرے کا رنگ اڑ گیا۔

"لیکن تین.....! وہ کلانے لگی....." غ..... خدا کی حم..... م..... میں
نہیں جانتی کہ یہ کانفرنس کیا ہے۔"

"آپ نہیں جانتیں؟" فریدی مسکرا کر بولا۔ "یہ اور بھی عجیب بات ہے۔"
"میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں۔" فراز البدے بھی سے بولی۔
"میری اوقات ہی کیا ہے کہ آپ مجھے یقین دلانے کی کوشش کروئی ہیں۔" فریدی نے
ظریف نسبت میں کہا۔

فرزال غاموش ہو گئی۔ اس کے پھرے سے اچاک ایسا ظاہر ہونے لگا تھا جیسے وہ برسوں کی
بیان ہے۔

"اب آپ مجھے صرف ایک ہی طرح اطمینان دلا سکتی ہیں۔" فریدی نے کہا۔
"وہ کیسے.....!" فراز البدی سے بولی۔

"ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ راجہ روپ گھر چلتے..... اگر وہاں فواب و چاہت مرزا یا
آن کے لڑکے شوکت نے آپ کو پیچاں لیا تو کیا کہنا درست پھر میں جو مناسب سمجھوں گا کر دوں گا۔"
"محکوم.....!" فراز البدی مسرت آمیز لبھے میں چلتی۔

"اچھا تو جلدی سے تیار ہو جائیے۔"
"لیکن ایک شرط پر..... وہ یہ کہ آپ ان پر یہ بات نہ ظاہر ہونے دیجئے گا کہ آپ کا
مقصد کیا ہے۔"

"اس کے متعلق بعد کو دیکھا جائے گا۔" فریدی نے سارے سلاکاتے ہوئے کہا۔
فرزال نے بس تجھلیں کیا اور دو توں کار میں بینڈ کر راجہ روپ گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔
میں نے ابھی ناشت نہیں کیا۔" فراز البدی۔

"یہیں مال میرا بھی ہے۔ یہی کانفرنس میں سید حافظی کے پاس چلا آیا۔
اگر آپ وجہ بتا دیتے تو ہم لوگ ناشت کر کے روانہ ہوتے۔" فراز البدی نے کہا۔

"خیر.... کوئی بات نہیں۔ پس پر رود پر ایک اچھا ہوٹل ہے ہم لوگ ہیں ناشتہ کر لیں گے۔"

"میں بھی جیب مصیبت میں پڑ گئی۔ غزالہ بولی۔ یعنی تم آپ سے مدد لینے والا مجرم خود ہی بن یشمی۔"

"مگر ایسے نہیں..... اگر آپ بھی ہیں تو آپ کو پہنچانے کے لئے میں اپنی جان بکھر دے دیں کا وعدہ کرتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔

"خیر وہ سب بعد کی باتیں ہیں ابھی تو میں پریشان ہوں مگر جتنا ہو یہی تھی ہوں۔"

"لیکن اس کے علاوہ کوئی اور چارہ بھی نہ تھا۔"

دونوں خاموش ہو گئے۔

پس پر رود پر پہنچ کر فریدی نے کار کی رفتاد کم کر دی۔ ملا جسیا ہو گری، شاندار عمارت کے سامنے پہنچ کر دونوں کار سے اتر گئے۔

فریدی نے ناشتے کا آرڈر دیا۔ ناشتہ کر کچنے کے بعد فریدی نے کار سلک کیا اور کرسی کی پشت سے لیکر لگا کر لبے لبے کش لینے لگا۔

"کے بیہرا.....!" غزالہ نے قریب سے گزرتے ہوئے ایک بیہرے کو آواز دی۔

"تھی جناب.....!"

"فضل خانہ کدھر ہے۔"

"اوپر صاحب..... زینے پر داہنے ہاتھ۔" بیہرے نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"میں ابھی آتی۔" غزالہ نے فریدی سے کہا اور انہوں کر چل گئی۔

فریدی بدستور اداھ کھلی آنکھوں سے چھت کی طرف دیکھتا ہوا سارے کے کش لے رہا تھا۔

پانچ منٹ گزرے..... دس منٹ گزرے..... پھر وہ، میں، اور فریدی یک بیہرے اچھل پڑا۔

فضل خانے..... اور اتنی دیر..... وہ بے تحاش زینے کی طرف جو چنا۔ فضل خانہ خالی تھا۔ اُس

نے ہوٹل کے سارے فضل خانے دیکھ دیا لیکن غزالہ کا کہیں پہنچنے تھا۔ اُس نے اُسے ڈھونڈ

نکالنے کا ہر ممکن طریقہ اختیار کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر تھک ہد کر دہ آر لگواداپس آگیا۔

یہاں اس نے غزالہ کے کمرے کی ٹلاشی میں لیکن کوئی مخلوق جیسے تھے نہیں۔

گھر پر حیدر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ فریدی نے واپسی پر اُسے سارا احوال بتایا۔

”دیکھنے میرا خیال بھی خلا ثابت نہیں ہوتا۔“ حمید چپک کر بولا۔
 ”کیا کہنے ہیں آپ کے.....!“ فریدی نے جل کر کہا۔
 ”ایک ڈاکویا جاؤ سب ہمیشہ عورت ہی کے پکڑ میں پڑ کر مارا جاتا ہے۔“
 ”تمہیں با تکمیل بنانے کے سوا کچھ اور بھی آتا ہے۔“ فریدی نے نہ اسامنہ ہٹا کر کہا۔
 ”فرمائیے..... میرے لائق کوئی خدمت۔“ حمید نے کہا۔
 ”آپ کے لائق سب سے بڑی خدمت بھی ہے کہ آپ ایسے موقعوں پر ناموش رہ کر مجھے
 سوچنے دیا کجھے۔“
 ”بہت بہتر.....!“ حمید نے سمجھی گی سے کہا۔ ”اگر کسی مقام پر آپ سوچنے سوچنے سے
 جائیں تو مجھے یاد فرمائیجے گا۔“
 ”بہت اچھا..... اب آپ تشریف لے جائیے۔“
 حمید مگر اتارہ گیا۔ فریدی اسے قبر آکو دنگاہوں سے گھور رہا تھا۔
 تھوڑی دیر کے بعد وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے تھیر کر لیا تھا کہ اب وہ اپنے
 منصوبوں سے کسی کو بھی آگاہ نہ کرے گا۔ اسے سخت حرمت تھی کہ آخر اس کی بنا پر ہوئی ایکیوں
 سے لیوناڑ کس طرح واقف ہو جاتا ہے۔

نئی اسکیم

حمد فریدی کی عادات والطوار سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا دیکھے
 کر اس نے اور زیادہ پھیزنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ فریدی پر اس قسم کی سوچ کے
 دورے شلوذ و تاریخی پڑا کرتے تھے اور اس کے بعد وہ ایسے ایسے بھیاک کام کرواتا تھا کہ جن کے
 تصور ہی سے اچھے اچھوں کو احتیاج ہونے لگے۔
 کھانے کے دوران میں بھی اُن دونوں میں کوئی گنتگوت ہوئی۔ کھانا کھاچنے کے بعد تھوڑی

دیے آرام کر کے دونوں دفتر روند ہو گئے۔

ابھی فریدی اچھی طرح پیشے بھی نہ پیا تھا کہ جیکن کے یہاں طلبی ہوئی۔

"کیوں بھی خیر ہت تو ہے آج تمہارا پڑھہ بہت اتر ہوا ہے۔" جیکن نے کہا۔

"کیا بتاؤں..... آج بڑی گھری چوٹ ہو گئی۔" فریدی نے مضمحل آواز میں کہا۔ اس کے

بعد اُس نے سارے واقعات جیکن کو بتا دیے۔

"تم نے بہت سخت غلطی کی۔" جیکن نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "تمہیں اس لڑکی کو فور آئی راست میں لے لینا پڑئے تھا۔ افسوس بہت اچھا لکھا رہا تھا سے نکل گیا۔ اگر وہ گرفتار ہو جاتی تو شاید لوہارڈ بھی نہ بچ سکتا۔"

"میں آپ سے ایک بار پھر عرض کروں گا کہ لوہارڈ کا گرفتار کر لیا ہوئی بھی کھیل نہیں۔"

"خبر میں دنیا میں کسی بات کو بھی ہا ممکن نہیں سمجھتا۔" جیکن نے کہا۔

"لیکن صاحب مجھے تو اس کی گرفتاری ہا ممکن ہی نظر آری ہے۔" فریدی مایوسانہ انداز میں بولا۔

"مجھے حیرت ہے۔" جیکن نے سمجھانہ انداز میں کہا۔ "میں نے کبھی تمہاری منہ سے اتنے مایوسانہ انداز کے بخليٹ نہیں سنے۔"

"پہلے کبھی اتنے بھی ایک آدمی سے مقابلہ بھی نہیں ہوا۔"

"وو کچھ ہی کسی۔" جیکن نے سگریٹ سلاگاتے ہوئے کہا۔ "لیکن کم از کم تمہارے منہ سے اس تم کے جملے کچھ اچھے معلوم نہیں ہوتے۔"

"یہ آپ کی محبت ہے کہ آپ مجھے اس قابل سمجھتے ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن میں اسی میں اپنی عاقبت سمجھتا ہوں کہ خاموشی سے بیٹھ رہوں۔"

"کیا مطلب.....!" جیکن نے چوک کر کہا۔ "کیا تم اس کیس سے ہاتھ انھلانا پا جائے ہو۔"

"نہیں ہا۔" فریدی نے کہا۔ "اگر اس پر میرے افسران راضی نہ ہوئے تو مجبوراً مجھے اسقونی درپناپڑے گا۔"

"بھی آج تمہارے منہ سے بڑی عجیب عجیب باتیں سن رہا ہوں۔" جیکن نے اُسے

آنکھیں پھالا پھالا کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "آخر تمہیں خوف کس بات کا ہے۔"

"ذرایہ تصویر ملاحظہ فرمائیے۔" فریدی نے اس کی طرف ایک تصویر بڑھا دی۔ جیکن تصویر دیکھتے ہی اچھل پڑا کبھی وہ فریدی کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی تصویر کی طرف۔

"یہ تو ذریثر کٹ مجھ سے بٹ کی بیوی ہے..... تو کیا تم.....!"
"تمہاں مجھ پا گل کتے نے کاٹا ہے کہ اس بوڑھی عورت کے ساتھ۔"

"تو پھر اس کا مطلب کیا ہے۔" جیکن نے حیرت سے کہا۔

"اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر میں نے اس کیس سے ہاتھ نہ اٹھایا تو یہاں اس تصویر کی ایک کامپنی ذریثر کٹ مجھ سے بٹ کے پاس بیجوادے گا۔"

"یہ تمہیں ملی کیے؟" جیکن نے پوچھا۔
فریدی نے سارا دو اتفاق کہہ سایا۔

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ پرانے عذابان کو مخلوق سمجھ کر حراثت میں لے لینا پا ہے۔"

"یہ کام آسان نہیں..... ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ٹوٹ نہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ وہ عراق کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔"

"کہیں وہی لوگوں نہ ہو۔" جیکن جلدی سے بولا۔

"خدا بہتر جانتا ہے۔" فریدی نے کہا۔ "اس کے تعلق پکجھ کہا نہیں جا سکتا۔"

"اچھا کیوں نہ ان اخبار والوں کو پکڑ لیا جائے۔" جیکن بولا۔

"ان کے خلاف بھی ہمارے پاس کوئی واضح ٹوٹ نہیں۔"

"واقعی یہ معاملہ بہت سی بیچیدہ ہے۔"

"اور اسی لئے میں معافی پا ہتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔

"تم جیب آدمی ہو۔" جیکن نے کہا۔ "بس اس ایک تصویر سے ڈر گئے۔ ارے میاں ایسے مجرمے تو ہر اچھا فونگر افراد کھا سکا ہے۔"

"لیکن ایک شوہر اسے مانتے کے لئے تیار نہ ہو گا۔" فریدی نے کہا۔

"خرا اگر یہ شوہرات عکس نظر نہیں ہوتے۔" جیکن نے فریدی اندرا میں کہا۔

"نہ ہوتے ہوں لیکن اگر اسی طرح کسی ہندوستانی شوہر سے واسطہ پڑ گیا تو پھر میں کہیں کاندھ۔"

رہوں گا۔"

"آخر تم ذرتے کیوں ہو۔" جیکن بولا۔ "میں تو موجود ہوں۔"

"نبیں صاحب..... بات دراصل یہ ہے کہ اب میں اپنی ملازمت سے کچھ بچ گی آگیا ہوں۔"

"یہ اور بات ہے۔" جیکن نے کہا۔ "لیکن میں تمہیں کسی طرح اس کی رائے نہ دوں گا کہ تم اس محاٹے کو ادھورا اسی چوڑ کر الگ ہو جاؤ۔ اس سے تمہارے سابقہ کارناموں پر بھی خاک پڑ جائے گی۔"

"صاحب کچھ بچ گیں نہیں آتا کہ کیا کروں۔" فریدی نے زخم ہو کر کہا۔

"اپنی حقیقت چداری رکھو۔ اگر تم نے یہ سر کیا تو ساری دنیا میں تمہارا نام ہو جائے گا۔"

"یہ لامگی میرے لئے کم نہیں۔" فریدی نے کہا۔ "خبر میں کوشش کروں گا۔ ویسے مجھے کامیابی کی ایک قصدمی بھی امید نہیں۔"

"تم نواب رشید الزماں سے مل کر اس چیز کی قصد یقین کیوں نہیں کرتے کہ کیا تمہیں دھوکا دینے والی درحقیقت اس کی لازمی تھی۔"

"میرے خیال سے تو یہ بالکل بے سود ہو گا کیونکہ اس حرم کی کوئی بھی لازمی اپنا سمجھ پڑے۔ نشان نہیں ہتا سکتی۔"

"تمہارا یہ خیال بھی سمجھ معلوم ہوتا ہے۔" جیکن نے کہا۔ "پھر آخراب کیا کرو گے۔"

"خواہاں کے دفتر کی گمراہی۔" فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "یہ بات اب پاپیہ محکمل کو

پہنچ گئی ہے کہ لیونارڈ اسی اخبار کے ذریعہ اپنا جمال پھیلارہا ہے۔"

"پہلے میں بھی اسے تمہارا شہر سمجھا تھا۔" جیکن بولا۔ "لیکن اب مجھے بھی کچھ کچھ بیغین آپلا ہے۔"

"لیکن میں ایک بار پھر عرض کروں گا کہ اس طرح بھی ہم لیونارڈ کو نہ پاسکیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے کچھ ابجٹ گرفتار ہو جائیں۔ وہ خود معلوم نہیں کس تمہرے خانے میں بیٹھا اپنا کام کیا کرتا ہے۔"

"بہر حال کچھ بھی ہو تمہیں ہمت نہ ہارنی پاہے۔" جیکن نے کہا۔

”جی پرچھے تو میں آپ سی کے بہت دلانے پر اب تک ڈناؤ ہوں۔ ورنہ بھی کا الگ ہو گیا ہوتا۔“

”بات یہ ہے کہ میں تمہیں ساری دنیا میں مشہور دیکھنا پاہتا ہوں۔“ جیکن نے کہا۔
”میری.....!“ فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”میں ایک بات اور عرض کرنا پاہتا ہوں کہ
اب میں تم پاردن تک آفس نہ آسکوں گا۔“

”کیوں.....!“ جیکن نے پوچھ کر کہا۔

”میں نہ اشار کے دفتر کے کونے کونے سے واقعیت حاصل کرنا پاہتا ہوں۔“ فریدی بولا۔
”لیکن تم وہاں کس حیثیت سے رہو گے۔“ جیکن نے کہا۔ یہ بھی بتا دتا کہ وہاں تمہاری
حالت کی جاسکے۔“

”میں وہاں معمولی مزدور کے بھیں میں رہوں گا۔“ فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
”مکنی سفید ڈاگی..... پھولی ہوئی تاک اور ماتھے پر گھرے زخم کا نشان۔“

جیکن نے مھنی خیز انداز میں سر پالایا اور فریدی اٹھ کر چلا گیا۔

اُسی دن ... رات کو فریدی گھر پر سر جنت حید کو ہدایت دے رہا تھا۔

”میرے ہتائے ہوئے طبلے کے بوڑھے کے بھیں میں تمہیں نہ اشار کے دفتر میں رہنا
ہو گا اور اس وقت تک تم وہاں موجود رہو گے جب تک کہ تمہیں وہاں سے ہلاکتہ جائے۔“
فریدی نے کہا۔

اس نے حید کو اپنی اسکم کی ساری تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا۔

”لیکن میں وہاں کچھوں گا کیسے۔“ حید نے کہا۔ ”اگر اس شکل کا وہاں کوئی اور ہو تو۔“

”اگر وہاں اس شکل کا کوئی اور آدمی نہ ہو تو میں یہ پروگرام عنہ بھانتا۔“ فریدی نے کہا۔

”تو پھر اس آدمی کو وہاں جانے سے کیسے روکے گا۔“ حید نے کہا۔

”اُرے بھی..... وہ سب میں کرلوں گا۔ اچھا تم فوراً تیار ہو جاؤ۔ میں تمہیں اس شخص
سے ملا ہاپاہتا ہوں ہا کہ تم اچھی طرح اس کی صورتہ ہیں نشین کرلو۔“

تموڑی دیر کے بعد دونوں شہر کے ایک گھنیا سے شراب خانے میں داخل ہو رہے تھے۔ یہ
شراب خانہ بھی تھا اور ہوش بھی۔ باہر سے آئے ہوئے کم حیثیت مسافروں کے لئے یہاں سے

کرے بھی مل جاتے تھے۔

فریدی اور حمید کو دیکھتے ہی ہوٹل کا فنگر اپ کر ان کے قریب آگیا۔

”کہنے حضور خیرت تو ہے۔“ اس نے مسکرا کر کہا۔

”میرے کرے کی کنی.....!“ فریدی نے کہا۔ ”اور ہاں فضلو کو بھیج دیتا۔“

فنگر نے فریدی کو ایک کنی لا کر دی۔ فریدی اور حمید زینے طے کر کے ایک بند کرے کے سامنے آکر رک گئے۔ فریدی نے تالا کھولا اور دو توں اندر داخل ہو گئے۔ فریدی نے دیا مسلمانی جلا کر ایک طاق پر رکھی ہوئی موم عقی روشن کر دی۔

”یہ آپ کا کمرہ ہے۔“ حمید نے حیرت سے کہا۔

”ہاں ہیے بھیرے کرے میں نے شہر کے مختلف حصوں میں لے رکھے ہیں۔“ فریدی نے کہا۔

”اور مجھے ان کا علم نہیں۔“ حمید نے پھیلیں جپھکاتے ہوئے کہا۔

”ہاں..... یہ جی موضع پڑنے پر جھیں بھی رفت رفت ان کا علم ہو جائے گا۔“ فریدی نے

کہا۔ ”جانتے ہو ہوٹل کا فنگر کون ہے۔“

”نہیں.....!“

”ایک بد معاش..... اور نمبر دس کا آدمی۔ مگر ہے بڑے کام کا۔“ فریدی نے کہا۔

زینے پر آہست سنائی دی اور چند ہی لمحوں کے بعد ایک بوڑھا کرے میں داخل ہوا اور سلام

کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

”فضلو تم نو اشاری کے پرس میں کام کرتے ہوئے۔“ فریدی نے کہا۔

”جی حضور.....!“

”اجھاد یکھو جھیں کچھ دن تک اسی کرے میں رہنا ہو گا..... اور یہ تمہارے بھیں میں

تمہارا کام کریں گے۔“

”اوے حضور کوئی خاص کام ہو تو مجھے ہی بتائیے۔“ بوڑھا بولا۔

”نہیں تم نہ کر سکو گے۔“

”میںی حضور کی مرضی۔“ بوڑھے نے کہا۔ ”ایک گھنٹے کے بعد مجھے کام پر جانا ہو گا۔ آج کل

ہاتھ ڈیوبٹی میں ہوں۔“

”اچھا جید تم تیار ہو چاہو۔..... میں ابھی تمہیں فضلو ہائے دنتا ہوں۔“ فریدی نے کہا اور کرے میں رکھے ہوئے ایک بڑے صندوق کو کھول کر اس میں بسیں بدلتے کامانٹا لئے لگ۔ تھوڑی لاپتہ کے بعد اس کرے میں ایک ہی ٹھکل کے دو بوڑھے کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں ایک بوڑھا بابر چلا گیا اور دوسرا دیں کھڑا رہا۔

”ہاں تو فضلو جب تک تمہیں میری طرف سے کوئی اطلاع نہ ملے تم یہیں اس کرے میں رہتا۔ میں نے مناسب انقلام کر دیا ہے۔ تمہاری ضروریات کی ساری چیزیں یہیں پہنچتی رہیں گی۔“ اب فریدی نے بھی بسیں بدلتا شروع کیا۔ قدر پا آدھ کھنٹے کے بعد اس کی جگہ پر ایک اویز عمر کاظمی آفیسر کھڑا سگار پی رہا تھا۔

فضلو سے حرمت سے دیکھ رہا تھا۔

”فضلو مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے پھر کو کہیں کا کار و بار شروع کر دیا ہے۔“ فریدی نے کہا۔ ”اب سرکار سے کیا پر دو۔“ فضلو نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ ”پرنس کی توکری میں اتنا نہیں ہوا جس سے پیٹ پل سکے۔ مینے میں سور و پیہ تو سرف بال پھوں کے لئے گاؤں بیچ دینا پڑتا ہے۔“

”خیر لیکن..... اس بات کا خیال رکھنا کہ معاملہ میرے ہاتھ تک نہ پہنچنے پائے ورنہ میں جبور ہو جاؤں گا۔“ فریدی نے کہا۔

”اُرے نہیں سرکار..... زیادہ نہیں، بس دھیلے دہڑی کار و زگار ہو جاتا ہے۔“ فضلو نے سر ہلا کر کہا۔

”خیر تم لوگوں کا دھیلادہڑی میں اچھی طرح سمجھتا ہو۔“ فریدی نے سر ہلا کر کہا۔ فضلو دانت لکال کر ہنسنے لگا۔

”اچھا بہ میں چلا۔..... دیکھو جو کچھ سمجھا دیا ہے اس کے خلاف نہ ہونے پائے۔“ ”محال ہے سرکار..... اس کے خلاف ہو جائے۔ آپ کے لئے جان بھی جائے تو حاضر ہے۔“ فضلو نے کہا۔

فریدی مظہری آفیسر کے بیس میں ہاتھ میں ایک سوت کیس لٹکائے باہر آیا اور ٹکی کر کے ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا۔

چڑچڑا نواب

وہ گھنٹے کا سفر طے کر کے فریدی دار اب مگر کے اشیخن پر آتے۔ رات کے تقریباً اس نجی چکے تھے۔ اشیخن پر اسے ایک بھٹکپڑی تیکی دکھائی دی وہ اس میں بیٹھا اور نواب رشید الزماں کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

نواب صاحب ایک بہت بڑے جاکیر دار تھے اور پر لے سرے کے سنجوس۔ ان کی بے شمار دولت کی کہانیاں دور دور تک مشہور تھیں۔ بیتھردوں کا یہاں تک خیال تھا کہ نواب صاحب نے اتنی دولت جو کی روٹیاں کھا کھا کر جمع کی ہے۔ ان کے اور لووا حسین تو شہنشاہ زندگی ببر کرتے تھے، مگر خود اپنی سادہ زندگی ببر کرنے کے علاوی تھے۔ آج وہ بھی تک نہیں سوئے تھے۔ آج دوپہر ہی سے وہ کسی خاص ابھسن میں جھلاتے۔ بات بات پر لوگوں سے الجھ جاتے تھے۔ اس وقت وہ بے چینی کے ساتھ دیوان خانے میں ٹھیل رہے تھے۔

اچانک ایک ملازم طشتھری میں کسی کاملاً قاتلی کا رذلا ڈایا اور میز پر رکھ کر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔
”ہوں.....!“ نواب صاحب نے کارڈ اٹھاتے ہوئے کہا۔ ”کر عل ای۔ ایم خان لا حول والا
وقہ..... یہ بھی کوئی ملنے کا وقت ہے۔ جاؤ۔ بیچ دو۔“

چند لمحوں کے بعد فریدی کر عل خان کے بیگس میں دیوان خانے میں داخل ہوا۔
نواب صاحب نے زبردستی پھرے پر سکراہٹ پیدا کر کے خوش اخلاق بنتے کی کوشش کی۔
”فرمائیے کیسے تکلیف کی۔“ نواب صاحب نے کہا۔ ”تشریف رکھئے۔“

”میں ایک بہت ہی خاص کام کے سلسلے میں حاضر ہو اہوں۔“

”فرمائیے۔“ نواب صاحب نے چونکہ کہا۔

”میں بہت دور سے آیا ہوں..... ذرا دم لے لوں تو عرض کروں۔“ فریدی نے آرام کری پر تقریباً یہتھے ہوئے کہا۔
نواب صاحب کی بھنوں تن گئیں۔ یعنی انہوں نے پھر فور آئی اپنے پھرے پر طاقتی کے آہار پیدا کر لئے۔ انہوں نے گھنٹی بجائی۔ ایک نوکر آیا۔

"کچھ چیجے گا۔" نواب صاحب نے فریدی سے پوچھا۔

"صرف پانی.....!" فریدی نے جواب دیا اور تو کرچا گیا۔

پانی پیچنے کے بعد فریدی نے سگار لے گیا۔

"ہاں اب فرمائیے۔" نواب صاحب بے تابی سے بولے۔

"انہیں پہچانتے ہیں آپ.....!" فریدی نے جیب سے ایک تصویر نکال کر نواب صاحب

کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

نواب صاحب نے جیسے ہی تصویر ہاتھ میں لی ان کا چہرہ خصہ سے سرخ ہو گیا۔ وہ فریدی کو

کھو رنے لگا۔

"آپ ستمبر یے..... میں ابھی آکر اس کا جواب دیتا ہوں۔" نواب صاحب نے کہا اور
دیوان خانے سے چلے گئے۔ فریدی سگار کا کش لیتا ہوا دیوان خانے کی دیوار دوں پر گلی ہوئی
تصویر دوں کا جائزہ لینے لگا۔

تحوڑی دیر بعد نواب صاحب واپس آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک پتوں تھا۔ فریدی پوچھ
پڑا، لیکن اس نے اپنے اطمینان میں فرق نہ آنے دیا۔

"ہاں میں اسے پہچانتا ہوں۔" نواب صاحب گرج کر بولے۔ "اور تم جیسے بد معاشوں کو بھی
اچھی طرح جانتا ہوں۔ تمہاری موت جسمیں یہاں لا لی ہے۔"

فریدی ہنسنے لگا۔

"تم نفس رہے ہو..... لیکن یاد رکھوں کے لئے تمہارے گھر والوں کو روشن پڑے گا۔"

نواب صاحب نے اسی انداز میں کہا۔

"معلوم نہیں آپ کیا سمجھ رہے ہیں۔" فریدی نے پر سکون لجھ میں کہا۔

"میں سب کچھ سمجھ رہا ہوں۔" نواب صاحب نے کہا۔ "تم اس طرح مجھ سے روپیہ نہیں
انٹھ سکتے۔"

"اوہ سمجھا.....!" فریدی نے سجدگی سے کہا۔ "تو معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ بہت
اچھا ہوا کہ میں بالکل نحیک وقت پر پہنچ گیا۔"

"اچھا اب کوئی دوسرا چال پڑنے والے ہو۔" نواب صاحب حیج کر بولے۔ "دیکھو یہاں

بڑے بڑے سرکشوں کی لاشیں دفن ہیں۔"

"ٹپنے یہ دوسری بات معلوم ہوئی۔" فریدی خس کر بولا۔

"اب کی تم نے اور میں نے کوئی چلائی۔" نواب صاحب نے جھلا کر کہا۔

"اور پھر کل اس عمارت کا چچہ چپ پولیس سے بھرا ہو گا۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"یہ گیدڑ بچکی کی اور کو دن بھجتے رشید الزماں کہتے ہیں۔"

"اور میں آپ سے حق کہتا ہوں کہ مجھے کریم خان نہیں کہتے۔" فریدی نے پر سکون لجھے

میں کہا۔

"وہ تم پہلے ہی سے جانتا ہوں۔" نواب صاحب نے تند لمحے میں کہا۔

"لیکن آپ کچھ نہیں جانتے۔" فریدی نے اپنی جیب سے دوسرے کارڈ نکال کر نواب صاحب کو دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا.....؟"

"میرا دوسرا ملکا قاتی کارڈ.....!"

"بس بس رکھے رہو۔" نواب صاحب نے کہا۔ "تم اس وقت تک میری قید میں رہو گے

جب تک میری لڑکی مجھے واہنس نہ مل جائے۔"

"تو کیا آپ کو اطلاع مل گئی۔" فریدی نے کہا۔

"بکومت.....!" نواب صاحب چھپے۔

فریدی سخت ابھسن میں پڑ گیا تھا کہ اس سر پھرے کو کس طرح را اور است پر لائے۔ نواب

صاحب کا خصوصی دیکھ کر اسے ابھسن ہو رہی تھی کہ کہیں حق کوئی نہ چلا دے۔ اچانک وہ لینے ہی لینے

اچھا اور دوسرے لمحے میں نواب صاحب کاریو اور اسکے ہاتھ میں تھا اور خود نواب صاحب زمین پر۔

"اگر ذرا بھی آواز نکالی تو خاتمہ ہی سمجھو۔" فریدی نے دلبی آواز میں کہا۔ "میں خیس پولیس

کا اپنکا فریدی ہوں۔"

"یہ سمجھوت ہے..... سراہ سر جھوٹ۔" نواب صاحب نے کہا۔

"دیکھئے میں آپ سے پھر کہتا ہوں کہ آہتہ ہوئے۔" فریدی نے کہا۔

نواب صاحب خاموش ہو گئے۔ وہا بھی تک زمین پر پڑے فریدی کے ہاتھ میں دبے ہوئے

ریو اور کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”اٹھ کر بینے جائے۔“ فریدی نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
تواب صاحب خاموشی سے اٹھ کر بینے گئے۔

”معلوم ہوتا ہے کہ اب بد معاشوں نے آپ کو دھکی دی ہے۔“ فریدی نے کہا۔ ”غزالہ
بیخاری پہلے میرے عی پاس مدد کے لئے گئی تھی۔ بد معاشوں کو اس کا علم ہو گیا اور انہوں نے اسے
عاسک کر دیا۔“

”میں کیسے یقین کرلوں کہ تم فریدی ہو۔“ تواب صاحب نے حضحل آواز میں کہا۔
”آپ یقین کریں یا نہ کریں مجھے تو اپنا کام کرنا ہے۔“ فریدی نے کہا۔ اور یہ بھی آپ کو
تادوں کہ خفیہ پولیس کی لڑکی پر شیر ہو گیا ہے کہ وہ مجھے دھوکا دینے آئی تھی۔“
”بھلا دوہ کیوں جھپیں دھوکا دینے لگی۔“ تواب صاحب نے کہا۔

فریدی نے مختصر انہیں سارا واقعہ بتا دیا۔

”اچھا ہے وہ کم بجت انہیں کی قید میں مر جائے۔ اس نے خاندان کی عزت پر بندگا دیا۔“
تواب صاحب بولے۔

”مول تو وہ بے قصور ہے۔“ فریدی نے کہا۔ اور اگر اس محاٹے کی تہہ میں واقعی کوئی بات
ہے تو اس کے سو فصدی ذمہ دار آپ ہیں۔ آپ نے اُسے کیوں اتنی آزادی دی تھی کہ وہ ایک
نوجوان پر ایسی بیٹ سیکریٹری کے ساتھ سو سو سو لیڈنڈ گئی؟“

”ہاں میرا ہی قصور ہے۔“ تواب صاحب نے حضحل آواز میں کہا۔ ”لیکن تم یہ کس طرح
کہہ رہے ہو کہ وہ بے قصور ہے۔“

”وہ تصویرِ محض روپیہ اخشنخے کے لئے کھنچی گئی ہے۔ غزالہ ایک تنزیح گاہ میں کسی وجہ سے
بیوہش ہو گئی تھی۔ پر ایسی بیٹ سیکریٹری اُسے اخساکر گاڑی کی طرف لا رہا تھا کہ کسی نے اسی حالت
میں دونوں کی تصویر لے لی۔“

”خدا کرے تم نمیک کہہ رہے ہو۔“ تواب صاحب بے ساخت بولے۔

”آپ نے یورپ کے مشہور بیک میل لیو نارڈ کام سنائے۔“ فریدی نے کہا۔

”ہاں اس دوران میں اُس کے واقعات اخبار میں دیکھا کر تھا۔“

"تو یہ حرکت اسی کی ہے۔ آج کل وہ ہندوستان آیا ہوا ہے اور ہم لوگ اُسے گرفتار کر لیئے کی گئے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"لیکن مجھے اب بھی یقین نہیں آتا کہ تم فریدی ہو۔" تواب صاحب نے کہا۔ "کیونکہ میں تواب دچاہت مرزا کی زبانی سن چکا ہوں کہ فریدی جوان آدمی ہے اور شاید میں نے آپ کی تصویر بھی ڈاکٹر شوکت کے ایمیں دیکھی تھی۔"

"یہ بات ہے تو مجھے بہت ہی پوشیدہ مقام پر لے چلتے..... میں آپ کو اپنی ٹھل بھی دکھا دوں۔" فریدی نے نفس کر کہا اور رجوع اور تواب صاحب کو واپس کر دیا۔

تواب صاحب اُسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

"اچھا آؤ میرے ساتھ۔" تواب صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

فریدی ان کے پیچے ٹھل پڑا۔

ایک چھوٹے سے خوبصورت اور محمد گی کے ساتھ جائے ہوئے کمرے میں نیچ کر تواب صاحب نے دروازہ بند کر لیا۔

"قرآن حکوم اسلامی ملکوں ایے۔" فریدی نے کہا۔

"پینے کے لئے۔" تواب صاحب نے پوچھا۔

"مگر ہا۔"

تواب صاحب خود باہر چل گئے اتنی دیر میں فریدی نے اپنا میک اپ بکھار دیا۔

واپسی پر تواب صاحب دروازے ہی پر ٹھیک کر کھڑے ہو گئے۔

"کمرے.....!" ان کی زبان سے کلا کلا اور فریدی نے بڑھ کر پانی کا گلاس ان کے ہاتھ سے لے لیا۔

"وہی..... بالکل وہی۔" تواب صاحب بڑھا گئے۔ "میں نے تمہاری تصویر غور سے دیکھی تھی۔ واقعی تم فریدی ہو..... بیخو..... بیخو۔"

فریدی مسکراتا ہوا بیٹھ گیا۔

"بھتی معاف کرنا میں نے جھوپیں ہا نسخی میں کافی نہ ابھلا کھا ہے۔" تواب صاحب نے مختصر تکی۔

گور میں نے بھی تو محض جان جانے کے ذر سے آپ کی شان میں گستاخی کی ہے، جس کی معافی چاہتا ہوں۔“

”کوئی بات نہیں..... کوئی بات نہیں۔ اب میں بالکل مطمئن ہوں۔“ تواب صاحب نے کہا۔ ”جس وقت مجھے بد معاشوں کا خط اور غزال کی تصویر ملی تھی میرے دل میں سب سے پہلے تمہارا ہی خیال آیا تھا کہ کیوں نہ تم سے مدد لوں۔“

”بہر حال میں حاضر ہوں۔“ فریدی نہ کریں۔

”مگر واقعی تم بہت دلیر ہو..... جیسا ناتھاوا یا اسی ہاما۔“

”سب آپ بزرگوں کی ذمہ عائیں ہیں۔“

”مجھے دہاہت مرزا کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ تم تواب عابد علی خال مرحوم کے لڑکے ہو۔“ تواب صاحب نے کہا۔ ”مرحوم میرے کلاس فلٹو تھے اور میرے دور کے عزیز بھی ہوتے تھے۔ ارے بھی تم اپنے عی پچے ہو۔“

”اس رشتے پر مجھے خرید خوشی ہوئی۔“ فریدی نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

”مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم محض شوق کی بنا پر اس ٹھکنے میں کام کر رہے ہو۔ تمہارے والد مرحوم کو بھی سراغ رسانی کا برا شوق تھا..... آخر کیوں نہ ہوا نہیں کے لڑکے ہو۔“

فریدی کو خوف معلوم ہوا کہ کہنیں اب تواب صاحب والد مرحوم کی سراغ رسانی کا کوئی واقعہ نہ سنائے لگیں، اس لئے وہ جلدی سے بولا۔

”ہاں تو زر اور خط مجھے بھی دکھائیے۔“ فریدی نے کہا۔

”میں ابھی لا ایں۔“ کہہ کر تواب صاحب کرے سے چلے گئے۔

چند منٹ بعد وہ واپس آئے اور انہوں نے ایک لفاظ فریدی کی طرف بڑھا دیا۔ اس میں ایک ٹاپ کیا ہوا خط تھا اور ایک تصویر دل کی عی تھی جیسی غزال نے فریدی کو دکھائی تھی۔

فریدی خط پڑھنے لگا۔

”تواب صاحب!

اپنی بیٹی کے کرتوت ملاحظہ فرمائیے۔ بے شمار تصویر دل میں سے ایک روٹہ ہے۔ آپ غالباً اس آدمی کو بھی پہچانتے ہوں گے۔ یہ تصویریں سو ستر لینڈ میں لی گئی تھیں۔ میں نے ان

تصویر دن کی قیمت نہیں لاکھ روپیہ رکھی تھی۔ آپ کی صاحبزادوی بجائے اس کے آپ سے مشورہ کرتیں، خفیہ پولیس کے پاس جا پہنچیں۔ حالانکہ انہیں اس معاٹے میں کافی محتاط رہنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ مجبوراً ہمیں انہیں گرفتار کر لینا پڑا۔ اگر آپ پہنچنی کی واپسی ان تصویر دن سمیت چاہجے ہیں تو کل رات کے قوبے مطلوبہ رقم کے ساتھ شر آئیے اور دکوری پارک میں دکوری کے بات کے بچپے ملئے۔ آپ کو تصاویر میں ٹھیڈو اپس مل جائیں گی اور آپ کی صاحبزادوی بھی رہا کر دی جائیں گی۔ مگر واضح رہے کہ اگر آپ نے بھی کوئی چال پلانے کی کوشش کی تو پھر نتیجہ کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔ اس سلسلے میں آپ کی جان بھی جا سکتی ہے اور آپ کی صاحبزادوی کی عزت بھی۔ روپیہ ہمیں کل ملتا چاہئے ورنہ دیر ہونے کی صورت میں پھر آپ کو موجودہ رقم کا ٹھیڈ گناہ ادا کرنا پڑے گا۔ جب آپ مطلوبہ رقم لے کر آئیں تو آپ کو تھاہونا چاہئے۔ ایک پار پھر متتبہ کیا جاتا ہے کہ کافی احتیاط سے کام لیا جائے۔

فریدی خلپڑ کر کچھ دیر تک خیالات سے الجھا رہا پھر دھنٹا بولا۔

"سب سے پہلے تو میں آپ کو آپ کی صاحبزادوی کی بے گناہ پر مبارک بلا دھنٹا ہوں۔" "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔" تواب صاحب نے کہا۔

"بد معاشوں کے پاس اس تصویر کے علاوہ اور کوئی دوسرا تصویر نہیں۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔"

"میں تصویر مجھے غزال خانم نے بھی دکھائی تھی اور میں تصویر انہیں سائزر لینڈ میں بھی ملی تھی۔ اس کا مطلب یہ کہ بد معاشوں کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی تصویر نہیں اور اس کا سو فیصدی مطلب یہ ہے کہ اس تصویر کے پارے میں غزالہ خانم کا بیان صحیح ہے۔"

"وہ تو نحیک ہے۔" تواب صاحب نے کہا۔ "مجھے بھی یقین نہیں آیا تھا۔ غزالہ لاکھ آزاد خیال کی، مگر وہ اتنا نہیں کر سکتی۔ اب سوال یہ ہے اہوتا ہے کہ آخر گلوخلا میں کس طرح ہو۔ نہیں لاکھ روپیہ کم از کم میرے بس کی بات نہیں۔"

"کوشش تو بھی کی جائے گی کہ یونہی کام جل جائے۔" فریدی نے کہا۔ "میں میں نے بھی یہ خدا دیکھ کر جو ایکم بنائی ہے اس کے تحت آپ کو کافی محتاط رہنا پڑے گا۔" "وہ کس طرح۔" وہ بے چینی سے بولے۔

”میں آپ کا بھیس بدلتے ہوں گا..... اور آپ کو یہاں اس وقت تک بند رہتا پڑے گا جب تک کہ میری طرف سے آپ کو کوئی اطلاع نہ ملے۔ آپ کو یہاں اس طرح مجھے رہتا پڑے گا کہ محل کے کسی فرد کو بھی آپ کی موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔ غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے۔“ آجھی طرح سمجھ گیا..... لیکن اگر بدمعاشوں کو اس کا علم ہو گیا تو کیا ہو گا۔ وہ لوگ کافی پلاک معلوم ہوتے ہیں۔“

”تو اُنہیں علم ہونے پائے گا کیونکہ میں اس کے لئے شہر میں اچھا خاصا جال بچا کر آیا ہوں۔“ فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”اور اگر انہیں علم ہو بھی گیا تو کوئی اور صورت تکلی جائے گی۔“

”بہر حال بھی اب تم چانو..... میں تو کافی مطمئن ہو گیا ہوں۔“

”اچھا یہ بتائیے کہ آپ جب شہر جاتے ہیں تو کس ہوٹل میں نظرتے ہیں۔“ فریدی نے

پوچھا۔

”گرین میں۔“ تواب صاحب نے جواب دیا۔

فریدی خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔

”تو غزال کب تک یہاں بیٹھ جائے گی۔“ تواب صاحب بولے۔

”اس کے حلق میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکا۔ لیکن جب آپ کو مبارک باد کا کوئی ہدایت تو سمجھ لیجئے گا کہ غزال محفوظ ہے اور میں خود اس کی حفاظت کر رہا ہوں۔ اس عرصے میں آپ کو قلعی خاموش رہتا پڑے گا۔ آپ شہر آکر مجھ سے ملنے کی بھی کوشش نہ کیجئے گا۔“

”بہت اچھا..... جیسا تم کہہ رہے ہو ویسا ہی کروں گا۔“ تواب صاحب نے کہا۔

”تو کیا تم صحیح ہی چاہو گے۔“

”می ہاں.....!“ فریدی بولا۔ اور اس وقت میں ساری تیاریاں مکمل کرلوں گا۔ فی الحال آپ مجھے اپنے لباس کے چند وجہے علایت فرمائیے جنہیں آپ عام طور پر پہناتا کرتے ہیں اور دو بڑے سوٹ کیس بھی۔ ایک میں کپڑے رکھوادیجئے اور دوسرا خالی رہنے دیجئے۔“

”بہت اچھا..... میں ابھی چاکر انظام کرتا ہوں۔“ تواب صاحب جانے کے لئے

"خہر ہے..... ان انتظامات کی بھک بھی کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے۔"

"ہرگز نہیں..... تم اطمینان رکھو۔"

نواب صاحب چلے گئے اور فریدی نے صوفے پر گر کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا دماغ بہت

تیزی سے سوچ رہا تھا۔

شکار

دوسرے دن صحیح فریدی نواب رشید الزماں کے بھیس میں ٹکل سے لکلا اور کار میں بیٹھ کر ایشش کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہر بیٹھ کر اس نے ٹیکی کی اور گرین ہوٹل بیٹھ گیا۔ ہوٹل کا نجیگیر شاید نواب رشید الزماں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس نے اس کا پرستاک خیر مقدم کیا اور اس پر اس طرح تھا آتے پر انہمہ تجب کرتے ہوئے ادھر اور ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔

دن بھر فریدی ادھر اور ادھر پر اپنے تارہ۔ شام ہوتے ہی دو پھر ہوٹل واپس آگیا۔ اس دوران میں اس نے کئی پار محسوس کیا کہ ایک آدمی اس کے پیچے لگا ہوا ہے اور یہ شخص پر نس عذنان تھا۔ فریدی دل میں مسکرا تارہ۔ اس جیز سے اس نے یہ اندازہ بھی لگایا کہ لیونہارڈ کے پاس اس خاص کام کے لئے شاید بھی ایک آدمی ہے۔ اس نے اس محاطے میں زیادہ رازدار نہیں بنائے۔ اس خیال کے آتے ہی اسے اپنی کامیابی اور زیادہ تھی معلوم ہونے لگی۔

تقریباً آٹھ بجے دو ایک سوٹ کیس ہاتھ میں لٹکائے ہوئے ہوٹل کے پارہ آیا اور ٹیکی کر کے دکنور یہ پارک کی طرف روانہ ہو گیا۔

پارک میں بالکل ناٹا تھا۔ سردی اتنی پڑھی تھی کہ پارک میں اس وقت رکنے کی ہمت کرنا آسان کام نہ تھا۔ فریدی ایک رکن میں گمرے ہوئے دکنور یہ کے بت کے پیچے جا کر بیٹھ گیا اور ایک سکر ہٹ سلاک کر لے لے کش لینے لگا۔ تقریباً انوبجے اسے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دیا اور وہ

سید حاہو کر بینے گیا۔ آنے والے نے اپنے کوٹ کے کار سے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا۔ لیکن فریدی نے اس کے انداز سے پتہ لگایا کہ وہ پرنس عدنان ہے۔ فریدی یو نہیں اس پر واقع سے سگر ہیٹ پتارتا ہے۔ پرنس عدنان اس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ آہستہ آہستہ بڑا درہ تھا۔ تو گوں نے اس پارک کو بھی عیاشی کا لاؤہ بنالیا ہے۔ بھلا کوئی تک ہے اتنی رات کے بیہاں۔“

اس نے یہ سب اس انداز میں کہا جیسے وہ کوئی پولیس آفسر ہے۔“ کہنے جاتا آپ کون ہیں..... اور اس وقت یہاں بیٹھنے کیا کر رہے ہیں۔“ اس نے فریدی سے پوچھا۔

“آپ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے۔“ فریدی نے لفٹنچ بھج میں جواب دیا۔“ میں ابھی بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں؟“ عدنان نے کہا۔“ یہ اسی وقت تمہاری سمجھ میں آئے گا جب تمہارے ہاتھوں میں ہٹھڑیاں ہوں گی۔ ابھی کلیں یہاں پر ایک نوجوان لڑکی بے ہوش پائی گئی ہے..... کم بختوں نے عیاشی کا لاؤہ بنالیا ہے اس پارک کو۔“

“م..... میں.....!“ فریدی ہکانے لگا۔“ میں..... م..... م..... سافر ہوں۔““ سافر ہو تو کسی سو نیں وغیرہ میں جاؤ۔..... یہاں بیٹھنے کوں جنگ مدار ہے ہو۔“ پرنس عدنان نے کہا۔

“کیا ہتاوں صاحب..... اشیش پر جیب کٹ گئی۔“ فریدی نے رو دینے والے انداز میں کہا۔“ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب اس وقت کہاں چلاو۔“ پرنس عدنان بیٹھنے لگا۔

“بہت اچھے نواب رشید الزماں صاحب۔“ وہ ہستا ہوا بولا۔“ آپ اپنی لڑکی سے زیادہ سمجھ دار ہیں۔“

“کہنے رقم لاۓ ہیں۔“

“میری بیٹی کہاں ہے۔“ فریدی بے اختیار بولا۔

“غمبرائیے نہیں..... وہ آپ تک بخفاہت تمام لفٹنچ جائے گی۔ تصویریں گھینوں سمیت میں اپنے ساتھ ہی لیتا آیا ہوں..... لڑکی آپ کو اس وقت ملے گی جب ہم لوگ روپیہ گن کر

اطمینان کر لیں گے۔"

"اگر میری لڑکی کو ذرا برا بر بھی ضرر پہنچا تو یاد رکھنا کہ میں لاکھ کے بجائے تم لوگوں سے پالیں لاکھ وصول کر لوں گا۔ ابھی تم لوگ مجھے نہیں جانتے۔"

فریدی نے کہا اور سوت کیس اس کی طرف بڑھا دیا۔ پر نس عدھان نے سوت کیس ہاتھ میں لے کر تو لا اور پھر زمین پر رکھ دیا۔

"اس میں ہزار ہزار کے فوٹ ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"خیر دیکھا جائے گا..... یہ لمحے تصویریں.....!" پر نس عدھان نے فریدی کے ہاتھ میں ایک لفاف دے دیا۔ فریدی نے تصویریں نکال کر دیکھیں ان میں تینیوں بھی موجود تھا۔ اس نے لفاف جیب میں رکھ لیا۔

"میں کس طرح یقین کر لوں کہ تم نے ساری تصویریں دے دیں ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"آپ یقین کیجئے کہ ہم لوگ معاملے کے پکے ہیں۔" پر نس عدھان نے سوت کیس اخاتے ہوئے کہا۔ "لیکن ہم لوگ کس طرح یقین کر لیں کہ اس سوت کیس میں پوری رقم ہے۔"

"اس کا تو تمہیں یقین ہونا چاہئے۔" فریدی نے کہا۔ "اُنکی صورت میں جب کہ میری لڑکی تم لوگوں کی قید میں ہے میں جھمیں کس طرح دھوکا دے سکتا ہوں۔"

"ہاں یہ بات قاعدے کی ہے۔" پر نس عدھان نے کہا۔ "اچھا کل شام تک آپ کی لڑکی بخفاہت تمام آپ تک پہنچ جائے گی۔"

پر نس عدھان جانے کے لئے مڑا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں فریدی نے اچھل کر اسے دبوچ لیا۔ پر نس عدھان نے اس کی گرفت سے نکل جانے کی کوشش کی لیکن فریدی نے دو تین بار اس کا سر سنگ مرمر کے اس چبوترے سے ٹکرایا جس پر دکنوریہ کا بت نصب تھا۔

پر نس عدھان بیہوش ہو گیا۔

دو گھنٹے کے بعد فریدی اُسی شراب خانے کے ایک تہہ خانے میں نظر آیا۔ جہاں وہ داراب غر کے لئے روانہ ہوا تھا۔ وہ شراب خانے کے غیر کی حد سے بے ہوش پر نس عدھان کو ایک سمجھی میں پاندھ رہا تھا۔

"اپکر صاحب..... واقعی آپ بھی باہ کے آدمی ہیں۔" شراب خانے کا غیر بولا۔

”اگر میں بلاک آدمی نہ ہوتا تو شاید تمہارے ہاتھوں مجھے قبر میں سونا پڑتا۔“ فریدی نے سکرا کر کہا۔

”اس میں تھک نہیں۔“ فیجر نے کہا۔ ”اگر آپ کی بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کا بھی انعام ہوتا مگر آپ کو تو استاد کہہ ہی چکا ہوں۔“

”اچھا میرے شاگرد..... لیکن تم نے اب بہت بے دردی سے ناجائز شراب تینچی شروع کر دی ہے۔ ذرا احتیاط سے۔“

”میرا دعویٰ ہے کہ سوائے آپ کے اور کوئی ایسا نہیں کہہ سکا۔“ فیجر نے سینے پر باحتجاج ہٹے ہوئے کہا۔

”یعنی مطلب تھا۔“ فریدی نے کہا اور پرنس عدان کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔

”آخر یہ معاملہ کیا ہے۔“ فیجر نے کہا۔

”معاملہ بہت الجھا ہوا ہے۔ سلیجوں کے بعد جاؤں گا..... لیکن تم اس کی اچھی طرح حفاظت کرنا یہ نکل کرنے جانے پائے ورنہ نتیجہ کے تمذہ مدار ہو گے۔“

”اورے بھلا اُنکی کیا بات ہے..... بیہاں پر نہہ بیگی پر نہیں مار سکا۔“ فیجر نے کہا۔ پرنس عدان ہوش میں آگیا تھا۔ وہ گھبرائی ہوئی نظر وہن سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ فریدی اس کی طرف مسرا کر دیکھ رہا تھا۔

”نواب رشید الزماں نے مجھے دھوکا دیا۔“ پرنس عدان اگریزی میں بڑی بڑی۔

”تم بالکل نحیک سمجھے۔“ فریدی نے اردو میں کہا۔

”میں تمہاری زبان نہیں سمجھتا..... کیا تم اگریزی میں بات نہیں کر سکتے۔“ عدان نے کہا۔

”میری زبان تو تم اُنکی سمجھتے ہو جیسے کہ چاہئے۔“ فریدی نے کہا۔ ”اگر تم کہو تو تمہاری مادری زبان گھبراٹی میں گھٹکو کروں۔“

پرنس عدان چوکے پڑا۔

”چوکو نہیں مژہ بیشید..... تم دوسروں کی آنکھ میں دھول جھوک کتے ہو میری آنکھ میں نہیں۔“

"میں کچھ نہیں سمجھ رہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" عدھان غصے میں بولا۔ "تم عراق کے ایک شہزادے کی توجیہ کر رہے ہو۔ تمہاری حکومت کو اس کے لئے جواب دہونا پڑے گا۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو مسٹر جمیش۔" فریدی اگریزی میں بولا۔ "ہماری حکومت عرصہ سے تمہاری تاک میں ہے۔"

"کیا بکواس ہے..... کون جمیش..... کیسا جمیش..... جمیں کچھ خلا جنی ہوئی ہے۔"

"جاتا..... مجھے تو عمائد خلا جنی ہی ہوا کرتی ہے۔ تم کبھے تھے کہ شاید میں تمہاری اس تصور والی دھمکی سے ڈر کر تمہارا چیخپا چوڑوں گا۔"

"کیا فضول بکواس لگ رکھی ہے۔ مجھے فور آنکھوں دو، ورنہ اچھانہ ہو گا۔" عدھان جیج کر بولا۔

"اگر میں جمیں بیہاں سے رہا بھی کر دوں تو شے کے تحت جمیں خوالات میں رہتا پڑے گا۔

تم کیا سمجھتے ہو..... میرے پاس تمہارے سیاہ کارنا موں کا پورا ریکارڈ موجود ہے اور تمہاری انگلیوں کے نشانات بھی جو میں نے اس کا نہ سے حاصل کئے تھے، جو تم چھپنے کے لئے بخواہار کے دفتر میں دے آئے تھے۔"

عدھان کے چہرے پر پسند پھوٹ آیا۔

"سب بکواس ہے۔" وہ پھر چینا۔

"خبر بکواس ہی سکی۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "یہ بتاؤ لیو نا، ڈکھاں ہے۔"

لیو نڈا کے ہام پر پُرس عدھان نہی طرح چوک پڑا اور حرمت سے فریدی کو گھورنے لگا۔

"اس طرح گھورنے سے کام نہ پڑے گا۔ یہ تو جمیں بتانا ہوا پڑے گا۔" فریدی نے کہا۔ "اس وقت تم حکومت کی حرast میں جنہیں بلکہ ذاتی طور پر برداشت میری حرast میں ہو۔ میں اس راز کو انکھوں کے سلطے میں جمیں قتل کر دینے سے بھی گریز نہ کروں گا۔"

فریدی کے چہرے پر عجیب تم کے سفakanہ آئا ریو اہونگے۔ جنہیں دیکھ کر شراب خانے کا شخبر کا نپ گیا۔

"انگلیشی میں کوئی دہکاؤ۔" فریدی نے شخبر کی طرف دیکھ کر حملہ لجھ میں کہا۔

"بہت بہتر۔" کہہ کر شخبر چلا گیا۔

"میں لوہا رخ کر کے تمہارے جسم پر اتنے داغ ڈالوں گا کہ سیاہ ہو کر رہ جاؤ گے۔" فریدی

نے کہا۔

”لیکن آخر کیوں..... میری حکومت.....!“

”چپ رہو حکومت.....، بچے“ فریدی گرج کر بولا۔ ”جو میں پوچھتا ہوں اس کا صحیح صحیح

جواب دو، ورنہ ابھی ساری حقیقت معلوم ہو جائے گی۔“

”میں نہیں چاہتا۔“ عدنان نے کھٹکی ہوئی آواز میں کہا۔

اتھی دیر میں نیجر دیکھتی ہوئی انگلیشی لے کر آگیا۔

”اس میں سرخ ہونے کے لئے لوہے کی ایک سلاخ ڈال دو۔“ فریدی نے نیجر سے کہا۔

عدنان سر سے بیک کانپ انداز۔

فریدی سرخ ہوتی ہوئی سلاخ کو بنورد دیکھ رہا تھا۔ سلاخ کے سرخ ہو جانے پر فریدی اُسے

انگلیشی سے کھال کر آہستہ آہستہ عدنان کی طرف بڑھنے لگا۔

”میں مجرم ہوں..... مگر تمہیں اس کا حق حاصل نہیں۔“ عدنان خوف زده آواز میں چینا۔

”یہاں اس تجہ خانے میں مجھے ہر طرح کا حق حاصل ہے۔“ فریدی نے بے دردی سے کہا

اور جلتی ہوئی سلاخ اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ عدنان بلبا اخلا اور شراب خانے کا نیجر منہ پھیر کر

دوسری طرف ہٹ گیا۔

”میں تمہیں اسی طرح دلخ دلخ کر دوں گا۔“

”لیکن تمہاری یہ حرکت بے ضابط ہے۔“ عدنان اپنی مادری زبان کھرا تی میں چینا۔

”شاہاں میرے بیٹے۔ آخر تم عدنان سے جشید ہوئی گئے۔ اب جلدی سے یہ بھی ہتادو کہ

لیوناڑ کہاں ہے۔“ فریدی نے سلاخ کو دوبارہ انگلیشی میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم.....!“

”پھر وہی.....!“

”مقدس آنکی حرم میں نے اُسے آج بکھر نہیں دیکھا۔“

”تم مجھوں ہو۔“

”اب میں تمہیں کسی طرح یقین نہیں دلا سکا۔“ عدنان نے جلنے ہوئے نشان کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

فریدی اور لیو ہارڈ

"اچھا اس کے احکامات تم تک کیسے منتپتھے ہیں۔"

"ٹرانسیسٹر کے ذریعے۔"

"نحیک.... اچھا یہ بتاؤ کہ جس میادت میں تم رہتے ہو، اس میں ٹرانسیسٹر کہاں لگا ہوا ہے۔"

"میرے ہونے کے کمرے میں۔"

"تمہارے طاز میں کو تمہاری حرکات کی اطلاع ہے یا نہیں۔"

"صرف ایک کو۔"

"اس کا نام کیا ہے۔" فریدی نے پوچھا۔

"راجو.....!"

"تم لوگوں کا اس مکان پر کب سے بقدر ہے۔"

"تقریباً دس سال سے۔"

"لیو ہارڈ کے پروگرام سے تمہارے علاوہ کوئی اور بھی واقف ہے۔"

"نبیل.....!"

"غزالہ کہاں قید ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم.....!"

"تم جھوٹ بکتے ہو۔"

"مجھے نہیں معلوم کہ لیو ہارڈ نے اسے کس طرح غائب کیا ہے اور کہاں رکھا ہے۔"

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ فریدی نے محسوس کیا کہ عذنان بارہا اپنا لامتحب سینے کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔

فریدی نے بچھت کر اس کے چڑ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا۔ اس کے سینے پر کوئی سختی چیز بندگی معلوم ہوئی۔ فریدی نے اسے سخن کر باہر نکال لیا۔ ایک چھپا سارہ ٹرانسیسٹر تھا۔

"کوہ تو یہ کہئے آپ اپنی گرفتاری کی اطلاع لیو ہارڈ کو دینے جا رہے تھے۔"

فریدی نے ٹرانسیسٹر کو خور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ بالکل دیسائی ہے جیسا جرمی کے جا سوس دوران جنگ استھان کیا کرتے تھے۔"

عذنان کے چہرے سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اب اسے اپنی زندگی کی کوئی امید نہ رہ گئی ہو۔

"اچھا شاگرد صاحب۔" فریدی نے ہوٹل کے نیجر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب میں چلے ہوں..... اس پر کوئی نظر رکھنا۔"

فریدی اور نیجر عدنان کو تہہ خانے میں چھوڑ کر اوپر آگئے۔

پُر اسرار مکان

تموڑی دیر بعد فریدی کرے سے لگا اور اس نے اپنا چہرہ چھر کے کالر میں چھپا کر کھا تھا۔ شراب خانے کے باہر آکر اس نے چھر کے کالر گرا دیئے۔ وہ پرنس عدنان کے روپ میں تھا۔ اس نے فٹ پا تکھ پر چند منٹ کھرے ہو کر کچھ سوچا اور پھر ایک ٹیکی میں بینے کر پرنس عدنان کے مکان کی طرف روشن ہو گیا۔

پرنس عدنان جس مکان میں رہتا تھا وہ ایک بہت پرانی عمارت تھی، اس کے متعلق عام طور پر مشہور تھا کہ وہاں بدروہوں کا سایہ ہے۔ اس سے قلی یہاں ایک بہت ہی مالدار آدمی رہتا تھا۔ وہ بالکل ایک لا تھا۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اس مکان میں رہنے والے بھوتوں ہی کی مدد سے مالدار ہو گیا ہے۔ یہ عمارت دراصل شاہی و قتوں کی تھی اور شہر کے ایک نواب خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ کسی وجہ سے اس خاندان والوں نے اسے فروخت کر دیا تھا۔ وجہ خواہ کچھ رعنی ہو گیں عوام میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ اس کی فروختگی کا باعث دراصل بھوتوں ہی والا معاملہ تھا۔ جس پرنس نے اسے خریدا تو اس نے اسے کرائے پر انھل دیا۔ کرایہ دار جو مکان میں چند نوکروں کے ساتھ تھا رہتا تھا ایک دن صبح اپنے کرے میں مردہ پیا گیا۔ اس واقعے سے اس مکان کے بھوتوں کی شہرت میں اور اضافہ ہو گا۔

پھر اس مکان کو پرنس عدنان نے کرائے پر لیا اور وہیں رہنے لگا۔ مکان یوں بھی اپنی قدامت کی وجہ سے کچھ پر اسرار سالگا تھا۔ پھر بھوتوں والے معاملے نے اسے اور بھی خوناک بنا دیا۔ پرنس عدنان جب اسے کرائے پر لے رہا تھا تو قرب و جوار کے لوگوں نے اسے روکنے کی

کو شش کی تھی لیکن اس نے بس کر ہال دیا تھا۔

فریدی اس عمارت کے سامنے بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ صدر دروازہ پر ایک بہت زیادہ پاور کا بلب روشن تھا۔ ایک طرف ایک چوکیدار بیٹھا تو نگہ رہا تھا۔ فریدی کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر آگے بڑھا۔ اس کے قدم ایک ایسے شرائی کی طرح لا کھڑا رہے تھے جو بہت زیادہ پلی گیا ہو۔ اس نے چوکیدار کے پاس بیٹھ کر اُسے ٹھوکر رسید کر دی تو ہزر بڑا کر کھڑا ہو گیا۔

”سور کا پچھہ سوتا ہے۔“ فریدی بیٹھے ہوئے ہندوستانی لباس میں چینا۔

”نہیں تو حضور.....!“ چوکیدار نے کہم کر جواب دیا۔

”حضور کا پچھہ انکو کاپھنا۔“ فریدی بڑھتا ہوا اندر رہا خل ہوا۔

اب اس نے بھدھی اور بے ہاتم آواز میں ایک اگریزی گاتا شروع کر دیا تھا۔ اسے ایسا گوس نے لگا جیسے اس کی آواز سے ساری عمارت گونج رہی ہو۔ شور سن کر دو تو لانا اور تکرست آدمی اس کے قریب آکر کھڑے ہو گئے۔

”کیا بات ہے سردار.....!“ ایک آدمی نے بھرائی زبان میں پوچھا۔

”تمہارا سر.....!“ فریدی نے بھی بھرائی زبان میں جھلا کر کہا۔

”آئیے..... میں آپ کو آپ کے سونے کے کمرے میں پہنچا دوں۔“ پہلا آدمی بولا۔

”ابے او گدھ سے تیر ادمان خراب ہو گیا ہے کیا۔“ فریدی جھوٹا ہوا بولا۔ ”میں مرغی کا پچھا ہوں کیا سمجھا..... مجھے میرے ذریعے میں پہنچا لے۔“

دونوں آدمیوں نے مکرا کر سر جھکایا۔

اچھا تم دونوں مکراتے ہو۔ فریدی نے جیب سے پستول نکال کر کہا۔ ”وہند زاپ“

دونوں گڑا گڑاتے ہوئے اس کے قدموں پر گرپٹے۔

فریدی نے ایک زور دار قبیله لگایا اور پستول جیب میں رکھ لیا۔

”آ شو.....!“ وہ گرج کر بولا۔ ”تم دونوں میرے باپ ہو۔“

وہ دونوں کھڑے ہو کر کاپینے لگے۔

”جاو..... راجو کو بلا لاؤ۔“ فریدی نے کہا۔

”راجو.....!“ دونوں نے بیک وقت کہا اور حیرت سے ایک دوسرے کی طرف

دیکھنے لگے

"ہاں..... ہاں..... راجو..... !" فریدی جھوستا ہوا بولا۔

"کون راجو..... !" ایک نے کہا

"تم راجو کو نہیں جانتے..... تب تم کالی ملی کی اولاد معلوم ہوتے ہو، جاؤ اسے فوراً
بلالاڈ..... درست میں تم دونوں کو خشم کر دوں گا۔"

"سردار..... ہم نہیں جانتے راجو کون ہے۔" ایک بولا۔

فریدی سوچ میں پڑ گیا کہ صرف پُس عثمان نے راجو والی بات جھوٹ کی تھی۔ اکر وہ
شرابی کاروں نہ کر رہا ہوا تو اس وقت شامتی آگئی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ کہیں ٹرانسیور والی بات
بھی نظر نہ ہو۔

"تم لوگ بالکل گدھے ہو، جو راجو کو نہیں جانتے۔" فریدی نے کہا۔ "راجو میری چان
میری محظوظ ہے۔ ابھی وہ آر چوہ میں میرے ساتھ شراب پی رہی تھی۔"

"یہ بات ہے۔" ایک مسکرا کر بولا۔ "آپ ہمیں اس کے گمراہ پتائیے..... ہم ابھی
اُسے اخھا لاتے ہیں۔"

"وہ جنت میں رہتی ہے۔" فریدی نے لٹکھڑا کر آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے
یون ٹھیک ہے میں وہ گر پڑو۔

"سردار..... سردار..... !" دونوں اس پر بھکتے ہوئے بیک وقت چینے۔

"بیویوں ہو گئے۔" ایک نے کہا۔

"کبھی اتنی نہیں پیتے تھے..... معلوم نہیں کیا بات ہے۔" دوسرا بولا۔

"کوئی عورت ساتھ تھی نہ۔" پہلا مسکرا کر بولا۔ "پہلو نہیں اخھا کر ان کے سونے کے
کمرے میں ڈال آئیں۔"

دونوں فریدی کو اخھا کر سونے کے کمرے میں لائے اور کوچ پر نادیا۔ ان کے چڑھے جانے کے
بعد تھوڑی لا ہی نہیں لیئے رہنے کے بعد فریدی اخھا اور کمرہ اندر سے بند کر لیا۔ یہ ایک مفتری طرز پر
آرامت کیا ہوا کرہ تھا۔ سونے کے چڑھے کے قریب ایک چھوٹی سی میز پر ایک ریٹی یور رکھا ہوا تھا۔
فریدی کو ٹرانسیور کی ٹلاش تھی۔ اس نے کمرے کا کونہ کونہ چھان بلہ اگر ٹرانسیور کا کہیں پتہ نہ

چلا۔ وہ سوچنے لگا..... خیر کچھ پر واد نہیں۔ اب تو پُرس مدد نان اس کی قیدی میں ہے۔ اگر وہ آج سید می مطرح نہیں بتا سکتا تو کیا ہوا کل اس کی کمال سمجھنی جائے گی۔ ابھی وہ سوچ عی رہا تھا کہ یک بیک میز پر رکھے ہوئے ریٹی یو میں ہلکی ہلکی سی کھڑ کھڑ اہست پیدا ہونے لگی۔ وہ چوک پڑا۔ ریٹی یو خود بخود کیسے پلنے لگا۔ وہ بچھت کر ریٹی یو کے قریب پہنچا۔ اب ریٹی یو میں سے کسی آدمی کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔ بولنے والا انگریزی میں کہہ رہا تھا۔

"تم نے ابھی یک مطلع نہیں کیا..... تیسری بار جھمیں چاہب کر رہا ہوں..... جواب دو..... کہ کیا ہوا..... دوپھر کو تم نے اطلاع دی تھی کہ وہ آگئا ہے۔"

فریدی غور سے ریٹی یو کا جائزہ لینے لگا۔ اپنے اس کا ہاتھ ایک جگہ پڑا اور ایک کھنکے کے ساتھ ریٹی یو میں ایک خانہ سا کھل گیا جہاں فریدی کا ہاتھ لگا تھا۔ وہاں ایک چھوٹا سا اور سرسری طور پر دیکھنے پر نظر نہ آنے والا ایک سوچ لگا ہوا تھا۔ فریدی نے سوچ دبایا اور خانہ پھر بند ہو گیا۔ اس نے خانے کو پھر کھووا اور من رکا کر کھینچنے لگا۔

"میں نے زبردست دھوکا کھایا..... کم بخت نے سادے کاغذ دل کے اوپر کچھ نوٹ جما رکھتے ہے..... نوتوں کی گذیوں میں اوپر نیچے نوٹ اور درمیان میں سادہ کاغذ تھا۔"

"قصویر دل کا کیا ہوا.....؟" ریٹی یو سے آواز آئی۔

"مگیشو سیت لے گیا۔" فریدی نے کہا۔

"تم نے ا حق معلوم ہوتے ہو۔" ریٹی یو سے آواز آئی۔ "میا لڑکی بھی واہیں کر دی۔"

"نہیں.....؟" فریدی نے کہا۔ "یہ میری چلی ٹھلٹی ہے امید ہے کہ آپ مجھے معاف کر دیں گے۔"

"خیر جانے دو.....؟" ریٹی یو سے آواز آئی۔ "لڑکی کو احتیاط سے رکھنا اور اگر ممکن ہو تو اس گدھے کو بھی اڑا لاؤ۔ اور ہاں فریدی سے ہوشیار رہتا۔"

"وہ میری طرح میرے یہچے پڑ گیا ہے..... اگر حکم ہو تو اسے قتل کر دیا جائے۔" فریدی نے کہا۔

"تمہارا کی گلہ مرت کرو..... میں اس کا محتقول انتقام کر رہا ہوں۔" ریٹی یو سے آواز آئی۔ فریدی نے سکرا کر سر ہلایا اور بولا۔ "کل دن میں آپ سے گلگوڑہ کر سکوں

گا..... میر الراہد ہے کہ اس نواب کے بچے کو ایک اچھا سبق پر حادث۔"

"اے سبق دینے کا سب سے آسان طریقہ جسمیں بتاتا ہوں۔ ریٹن یو سے آواز آئی۔ لیکن تمہارے قبضے میں ہے ہی۔ کسی کے ساتھ اس کی تصویر سمجھ کر اسے رہا کر دو اور تصویر کی ایک ایک کالپی اس کے ہر عزیز کے پاس بھجوادو۔"

فریدی الجھن میں پڑ گیا۔ عدنان نے کہا تھا کہ اسے لڑکی کے انفواہ کے متعلق کچھ معلوم ہی نہیں۔ لیکن اسے برادر اور اسے غائب کر دیا تھا اور اسی نے اسے کہیں رکھا بھی تھا۔

"آپ کی یہ تدبیر بہت محظی ہے۔ ایسا ہی کیا جائے گا۔" فریدی نے کہا۔ "اور کوئی حکم۔"

"نہیں اب بس کل رات کو پھر گنگو ہو گی۔" ریٹن یو سے آواز آئی اور کمرے میں کمل خاموشی چھا گئی۔ فریدی نے خاتمہ کر دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر غزال کا پتہ کیسے لگائے۔ اگر وہ اسی مکان میں کسی جگہ قید ہے تو آسانی سے پتہ چل جائے گا اور اگر یہاں نہ ہوئی تو اس کے لئے اسے دوبارہ عدنان کے ساتھ نہیں کرنی پڑے گی۔ اس نے عدنان کے ساتھ جو روایہ اختیار کیا تھا وہ اسے قطعی پسند نہ تھا لیکن اس کے علاوہ کوئی اور چارہ بھی تو نہ تھا۔ وہ اپنی طرح جانتا تھا کہ اس حکم کے لوگ تعدد ہی کے ذریعہ قابو میں آتے ہیں اور بعض اوقات تو تعدد بھی اپنیں رکھو راست پر لانے کے لئے بیکار ثابت ہوتا ہے۔

فریدی رات بھر چاکتا رہا۔ جب مکان کے سارے لوگ سو گئے تو وہ اٹھا اور مکان کا کونٹ کونٹ پھان مارا۔ مگر غزال کا سر اٹھ نہ ٹلا۔

فریدی پا گل ہو گیا

دوسرے دن صبح فریدی اپنے گھر پہنچا۔ اس نے حید کو پہلے ہی اطلاع بھجوادی تھی اور اب اس کی آمد کا انتحار کر رہا تھا۔ حید کی عدم موجودگی میں گمراہ کچھ اچھا نہ لگ رہا تھا۔ ناشتے کی میز پر بکھر کر بھی اس نے حید کی کمی شدت سے محسوس کی۔

"کیوں بھی..... یہ بھائی رس گلے کہاں سے آئے تھے۔" فریدی نے میز کی قرب

کھڑے ہوئے تو کرے پوچھا۔ اُسے بگالی رس گلے بے حد مرغوب تھے۔

"چیف صاحب نے آپ کے لئے بیجوائے ہیں۔" تو کرنے جواب دیا۔

فریدی نے رس گلا اٹھایا۔ لیکن پھر فور آئی رکھ دیا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ ٹرانسیسٹر پر بولے
والے کے الفاظ اب تک اس کے کافلوں میں کوئی رہے تھے اور پھر آج سے پہلے کبھی چیف انپکز
صاحب نے اتنی مہربانی نہ کی تھی۔ فریدی نے ایک رس گلا اخفاک قریب بیٹھنے ہوئے ہوتے کے آگے
ڈال دیا۔ کتاب سے کھا کر دوبارہ فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔ فریدی نے ایک اور ڈال دیا۔ رفتہ رفتہ اس
نے سارے رس گلے اُسے کھلا دیے۔ تھوڑی لا ب بعد کتاب اوٹ گھینٹے لگا۔ فریدی پائے کے گھونٹ لے
لے کر بخورا سے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد دھناتا چوٹ کا اور قد آدم آئینے میں اپنا ٹکس دیکھ کر اس پر
چھپتا..... وہ آئینے کے سامنے اس طرح اچھل کو رہا تھا جیسے کسی دوسرے کتے سے لڑ رہا ہو۔
فریدی کے ہوتزوں پر خفیہ سی مسکراہٹ پیدا ہوئی۔ وہ انھی اور کمرے سے نکل آیا۔ وہ تو کروں نے
کتے کے شور کے متعلق اس سے پوچھا۔ لیکن اس نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس نے ایک چوہا
پکالا ہے۔ اس نے دوسرے کمرے میں جا کر پستول نکالا اور پھر کمرے میں لوٹ آیا۔ ایسا معلوم
ہوا رہا تھا جیسے کتاب پاگل ہو گیا ہو۔ فریدی نے پستول چلا دیا۔ کتے نے ایک جست لگائی اور زمین پر
آرہ۔ گولی چلنے کی آواز سن کر کتی تو کر کمرے کی طرف دوڑ آئے۔ فریدی کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔
سرخ سرخ آنکھیں اپنے ہاتھوں سے الٹی پڑ ری تھیں۔ اس نے تو کروں کی طرف دیکھ کر ایک
وہشیانہ قہقہہ لگایا اور انہیں بھی گولی ہار دینے کی دھمکیاں دینے لگا۔

سارے تو کر خوفزدہ ہو کر ادھر اور منظر ہو گئے۔ فریدی طرح طرح کی آوازیں نکالتا ہوا
اچھل کو دکر رہا تھا۔

اتھے میں حید آگیا، فریدی کو اس حالت میں دیکھ کر اُسے بیساخت ہنسی آئی۔

"کیوں بےاؤ کے پہنچے تو نہیں کیوں رہا ہے۔" فریدی نے جھی کر کہا۔

حید یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ فریدی نے آج تک اس سے ایسے لمحہ میں گھکونڈ کی تھی۔

"اُبے بولتا کیوں نہیں۔" فریدی پھر جیخندا۔

اس بد حید سر سے چڑھ کر لرز گیا۔ اس نے فریدی کی آنکھوں میں ایک بہت عی بسائیں

تم کی چک دیکھی۔

"اے بول.....!" فریدی پھر کر جا۔

"کیا بولوں.....!" حید نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اے دعی بول جو تجھے شیطان کی خال نے سکھایا ہے۔" فریدی چیخا۔ "اے بول بندر کی اولاد کوڑیاں سانپ کے بھانجے۔"

حید کو پھر بھی آگئی اور فریدی نے جیب سے پستول کا ل کر قاتر کر دیا۔ گولی حید کے دابنے کاں کے قریب سے نکل گئی۔

حید بدھواں ہو کر بھاگا۔ فریدی اس کے پیچے دوڑ رہا تھا۔ حید نے قتل خانے میں گھس کر دردرازوہ بند کر لیا۔ فریدی دردرازوہ پیشے لگا۔

"اے اوٹھاڑ کے خلوں..... دردرازوہ کھولو۔ ورنہ کچا کھا جاؤں گا۔" فریدی چیخا۔

گھر کے سارے ملازمین اس کی یہ حالت دیکھ کر دو ہر اور ہر چیز پر ہر بے تھے۔

"آچھا پینا۔ نہ کھولو۔ دفتر سے لوٹ کر تمہاری سرمت کروں گا۔" فریدی نے کہا

اور دہاں سے ہٹ گیا۔

اس نے پانچاہمہ اور ٹھیکن پر ٹائی باندھی، ایک ہجر میں کالا جو تاپہتا اور دوسرا میں سستھی اور سر پر گاندھی کیپ رکھ کر دفتر کی طرف پیوں ہی چل دیا۔

راتے بھر لوگ اُسے دیکھ دیکھ کر پہنچتے رہے۔ اور دوہا نیل منہ چھاتا رہا۔

دفتر میں پہنچتے ہی اس نے بلاچاہا شروع کر دیا۔

"آئی ایمڈی مزک آق آل آئی سر دے۔" وہ چیخ کر گا رہا تھا۔

دفتر کا سارا عمل اس کے گرد اکٹھا ہو گیا تھا۔ گائے گائے اس نے ایک ہاتھ کر پر رکھا اور دوسرا سر پر اور انگریزی گاتا گاتا ہوا ہندوستانی انداز میں ٹھک ٹھک کرنا پہنچے لگا۔

لوگ کمزے ہنس رہے تھے۔ بیتھوں کے ڈھن میں یہ بات آئی کہ شاید اس نے سراغ رسانی کے سلسلے میں کوئی نیا بہروپ بھرا ہے۔

یہ سلسلہ جادی تھا کہ حید بھی دفتر پہنچ گیا۔ لوگ اس سے پوچھنے لگا۔

"نہیں قلعی نہیں۔ یہ بہروپ ہرگز نہیں ہو سکتا۔" حید نے کہا۔ "اے بھی ابھی انہوں نے مجھ پر پستول سے دکا کیا تھا۔ اگر میں ایک طرف نہ ہو جاتا تو کھوپڑی صاف ہو گئی تھی۔"

یہ سن کر بہترے لوگ اور فریدی کے پاس سے اٹھ گئے۔
”تم آگئے میرے ہیں۔“ فریدی حید کی طرف پا تھے بڑھاتا ہوا بولا۔ ”بھائیو میرے پہلے
شہر کی لواہد ہے۔“

پھر ایک قبھہ پڑا اور حید جیسپ کر دہاں سے ہٹ گیا۔
آخر کاریہ بلاس قدر بڑھا کر مسٹر جیکن کو اپنے کرے سے باہر نکل آنا پڑا۔
لوگ اسے دیکھ کر ادھر اندر منتشر ہو گئے۔
”دل مسٹر فریدی کیا بات ہے۔“ جیکن نے اس وقت کذافی میں دیکھ کر حیرت کا
امہم کرتے ہوئے کہا۔

”دل میری جان تمہارے عشق میں یہ حال ہو گیا ہے۔“ فریدی نے اس کی طرف بڑھ کر
اُسے پہنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
”میا بد تیزی ہے۔“ جیکن اُسے ہٹاتے ہوئے گرج کر بولا۔

”مدد الہ مری جان بس اسی لواپر جان جاتی ہے۔“ فریدی نے اپنے سینے پر ہاتھ مدد کر کہا۔
”اُرے اسے کیا ہو گیا۔“ جیکن نے بے بسی سے کہا۔

”عشق ہو گیا ہے عشق.....“ فریدی اتنے زور سے چیخا کہ اس کی آواز بمرا گئی۔
جیکن نے لوگوں کو پکارا۔ دہاں پھر مجھے لگ گیا۔

”شاید اس نے بہت زیادہ لی ہے۔“ جیکن نے کہا۔

”نہیں صاحب..... شاید ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔“ ایک آدمی بولا۔
”اپاک دماغ کیسے خراب ہو گیا۔“ جیکن نے پوچھا۔

”مجھے نوکریوں کی زبانی معلوم ہوا کہ صحیح ناشتے کے وقت اپاک ان پر اس تم کا دورہ
پڑ گیا۔“ حید نے کہا۔ پہلے انہوں نے ایک کتے کو ہلاک کر دیا اور پھر مجھے پر بھی کوئی چلائی۔“

”اُرے.....!“ جیکن نے کہا اور خوفزدہ نظریوں سے فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔

فریدی اب بھی کمزرا وحشیانہ اندراز میں قبھہ لگا رہا تھا۔

جیکن نے لوگوں کو اشداہ کیا۔ دو تین لوگ فریدی پر ٹوٹ پڑے اور تھوڑی دیر بعد اسے
بے بس کر دیا اور پھر اسے ایک کری میں باندھ دیا گیا۔

فریدی کو بھتی بھی زبانیں آئی تھیں، وہ ان میں کیے بعد دیگرے بے تھا شگالیاں بکرہا تھا
”پچھے یہ بھی بتا سکتے ہو کہ انہوں نے ناشتے میں کھلایا کیا تھا۔“ جیکن نے پچھہ سوچتے ہوئے
حید سے کہا۔

”میں نے اس کے پارے میں تو کروں سے پوچھا تھا۔“ حید بولا۔ ”ٹوٹ، اٹھے، جملی،
کھن، اور پچھے خلک میوے..... اور ہاں بکالی رس گلے جو چیف انپکٹر صاحب نے بھوائے تھے۔“
”میں نے.....!“ چیف انپکٹر نے حیرت سے کہا۔ ”میں نے تو نہیں بھوائے تھے۔“
”جی.....!“ حید نے چونک کر کھلا۔

”ہاں بھتی میں نے نہیں بھوائے تھے۔“
”اچھا تو یہ بات ہے..... یہ سب انہیں رس گلوں کی کرامت ہے۔ یہ ضرور ان کے کسی
دشمن کی حرکت ہے۔“ حید نے پچھہ سوچتے ہوئے کہا۔
”کیا ان رس گلوں میں سے کچھ بچا بھی ہے۔“ جیکن نے کہا۔
”میرے خیال سے تو نہیں۔“

”انہیں فوراً ہپتاں لے چنانچاہئے۔“ جیکن نے کہا۔
اس دوران میں فریدی بیویو شہو پچھا تھا۔

لوگوں نے اسے کری سے کھولا اور اسڑ پچھر پر ڈال کر ہپتاں کی طرف لے چلے۔ چونک
ہپتاں نزدیک ہی تھا اس لئے ان لوگوں نے یہاں ہی جانا مناسب سمجھا۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے
ہوں گے کہ فریدی اسڑ پچھر سے کوڈ کر بھاگا..... لوگوں نے اس کا بیچا کرنا پاپا۔ لیکن اس نے
انہیں پیچ درج گلیوں میں ایسے ایسے چکر دیئے کہ انہیں تھک ہار کر اوت ہی جانا پڑا۔



نئی دریافت

فریدی دن بھر ادھر اُدھر چھپتا پھردا اندھیرا ہوتے ہی وہ اسی شراب خانے میں پھر جا پہنچا۔ اس نے انجامی کوشش کی کہ کسی طرح پرنس عذان سے غزال کا پتہ معلوم ہو جائے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ حکم ہد کر اس نے اپنے مقیوضہ کمرے کا رخ کیا۔ وہاں اس نے پرنس عذان کا بھیس بدلا اور اس کے مکان کی طرف روشنہ ہو گیا۔ آج اس نے شرایبوں کی نقل نہیں کی۔ چھانک ہی پر اسے وہی دونوں آدمی دکھائی دیئے، جو اسے گذشتہ رات اٹھا کر لے گئے تھے۔

"سردار.....!" ان میں سے ایک آگے بڑھ کر بولا۔ "اس لڑکی نے توہاک میں دم کر دکھا ہے۔ مجھ سے کچھ نہیں کھایا اور شام کو دیوار سے اپنہر ٹکرایا کرذخمی ہو گئی۔"

لڑکی کا تذکرہ من کر فریدی کے کان کھڑے ہو گئے۔

"اچھا چلو.....! اچل کر دیکھتا ہوں۔" فریدی نے گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ تھوڑی دور چلدا رہا پھر اپاٹ جنگل کر گر پڑا۔ دونوں اس کی طرف لے گئے۔

"لیا ہوا سردار.....!"

"پڑھنے وقت ہے مزگیا ہے۔" فریدی نے کہا۔ "ڈرائیور کچھ بھجو۔۔۔ شاید کوئی رگ چڑھا گئی ہے۔" ایک نے اس کا ہی پکڑ کر دو تین جھیکے دیئے۔۔۔ فریدی بدقت تمام کھڑا ہوا اور تکڑا تکڑا کر پڑھنے لگا۔

"میرے آگے چلو..... بھی تم کب تک میرے پیچے ریکھتے رہو گے۔" فریدی نے جلا کر کہا۔

"میرے خیال سے تو اس وقت آرام بکھی، میں دیکھی جائے گی۔" ایک نے جلا کر کہا۔

"فضول مت بکو۔" فریدی نے کہا۔ "چلو چل کر اسے دیکھیں کہیں وہ خود کشی نہ کر پیشے کر بناہتیا کھیل گزر جائے۔"

وہ دونوں آگے آگے چل رہے تھے اور فریدی کا ان کے پیچے لکڑا جا چکا تھا۔
 ایک کمرے میں پہنچ کر دونوں نے فرش پر بیٹھی ہوئی قائم ہٹائی اور اس جگہ پر جلوے
 ہوئے تھے کو اٹھانے لگے۔ تجھے پہنچتے ہی ایک تہ بخانے کا راست نظر آیا۔..... دونوں سیر ہیوں
 کے ذریعہ پہنچتے ہوئے لگے۔ فریدی بھی آہستہ کراپتا ہوا ان کا ساتھ دے رہا تھا۔ زینے ملے
 کر کے وہ ایک بہت بڑے کمرے میں پہنچے، جہاں چاروں طرف بہت سے چھوٹے چھوٹے کمرے
 بنے ہوئے تھے۔ دونوں میں ایک نے بڑھ کر ایک کمرے کا دروازہ کھووا۔ کمرے میں مکمل کابلب
 روشن تھا۔ دونوں دروازے کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے اور پرنس عدنان لکڑا ہوا کمرے
 میں داخل ہوا۔ ایک گورت زانوؤں میں سردیے زمین پر بیٹھی تھی۔ اس نے آہستہ سن کر اپنا سر
 اٹھانے کی رسم بھی گوارانہ کی۔ فریدی پھر دروازے کی طرف واپس لوٹا اور ان دونوں کو چھوٹے
 جانے کا شارة کر کے پھر واپس آگیا۔ اس نے آہستہ سے گورت کے سر پر ہاتھ دکھا اور وہ چل کر
 کھڑی ہو گئی۔ یہ غزال تھی۔

”خبردار مجھے ہاتھ مت لگاتا۔“ وہ پھر کر بولی۔ ”اس کی پیشانی کے زخم پر خون جنم گیا تھا۔
 بال اٹھتے ہوئے پھر ویران تھا۔ آنکھیں کسی خوفزدہ ہر فن کی آنکھوں کی طرح معلوم
 ہو رہی تھیں۔“

”یہ تم نے اپنا سر کیوں پھوڑ لیا۔“ فریدی نے زم لجھ میں پوچھا۔

”تجھ سے مطلب!“ وہ گرج کر بولی۔

”کھانا کیوں نہیں کھایا۔“

”میری خوشی!“

”آخر اس طرح بگل کیوں رہی ہو۔“ فریدی نے کہا۔

”جاو جاؤ کر اپنا کام کرو میں پیکا دباتیں نہیں کرنا چاہتی۔“

”اُنکی کام نہیں جانتیں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔“

”آپھا یہ کب سے۔“ غزال طنزیہ لجھ میں بولی۔

”جس دن سے تمہیں دیکھا ہے۔“

”آپھا تو کان کھوں کر سن لو اگر اب تم نے اس حرم کی مفتکوں کی تخدیشی کر لوں گی یا۔“

تمہارا گاہکوٹ دوں گی۔"

"حسن نہیں میں ہذا بھلا معلوم ہوتا ہے۔"

"دور ہو جاؤ..... یہاں سے کہنے کے کہیں کے۔ وہ گرج کر بولی۔"

"ڈیکھو..... میرا کہناں لو..... میں تمہیں آزد کر دوں گا۔"

"اُسکی آزادی پر میں موت کو ترجیح دیتی ہوں۔"

"تمہارے اس خیال سے مجھے خوشی ہوئی۔" فریدی نے کہا۔ "مگر وہ نہیں..... تم بہت جلد رہا ہو جاؤ گی۔"

غزالِ حرث سے اُس کامنہ دیکھنے لگی۔ یہ چیز اس کی سمجھ سے باہر تھی کہ پُرنس عدھان میں یک بیک تبدیلی کیسے ہو گئی۔

"میں عدھان نہیں فریدی ہوں۔" فریدی نے آہت سے کہا۔ "عدھان میری قید میں ہے۔"

"کوہ تواب تم یہ دوسری پاپ چل رہے ہو۔" غزالِ حجج لبکھ میں بولی۔ "یکن اعتماد رکھو کہ

تم مجھ پر کسی طرح حجج نہیں پا سکتے۔"

فریدی ہٹنے لگا۔ اس نے اسے مختصر ساری داستان سنادی۔ وہ حرث سے منہ کھولے سن رہی تھی۔

"یہ تو بہت نہ اہوا کہ ان کم بختوں نے والد صاحب کو بھی اس سے مطلع کر دیا۔.....!" غزال بولی۔

"یکن تم اطمینان رکھو..... میں نے انہیں تمہاری پاک دامتی کا اچھی طرح یقین دلا دیا ہے۔"

"مگر میں کس طرح یقین کر لوں کہ آپ پُرنس عدھان نہیں ہیں۔" غزال بے اعتباری سے بولی۔

"یہ لوہہ تصویریں جو میں نے پُرنس عدھان سے حاصل کی ہیں۔" فریدی نے جیب سے ایک لفاظ نکال کر غزال کی طرف بڑھا دیا۔

وہ لفاظ سے تصویریں نکال کر دیکھنے لگی۔

"کب لاو..... میں انہیں جلا دوں۔" فریدی نے اس کے ہاتھ سے تصاویر لے کر جلا دیں۔

”کہا بیقین آیا۔“

غزال نے سر ہلا دیا۔

”تو پھر مجھے یہاں سے چھکارا کب ملے گا۔“ وہ بڑی۔

”بہت جلد..... ذرا دو ٹھنچ قبیلے میں آجائے، جو اس سارے گور کھدھندے کا خانق ہے۔“

فریدی نے کہا۔ ”ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم اس دن ہوئی ہے یک بیک عاب کس طرح ہو گئی تھیں۔“

”یہ بھی ایک عجیب و غریب داستان ہے۔ جیسے یہ قتل خانے سے تکلی مجھے والد صاحب دکھائی دیے، میں پریشان ہو گئی۔ میں دراصل ان سے یہ کہہ کر آئی تھی کہ میں خالہ جان کے یہاں دلی چادری ہوں۔ انہوں نے ہاں میری موجودگی کا سبب پوچھا جس کا میں کوئی تخفی بخش جواب نہ دے سکی۔ انہوں نے مجھ سے واپس چلنے کے لئے کہا اور میں ان کے ساتھ ہوں۔ باہر ٹیکسی کمزی تھی۔ ہم دونوں اس پر بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھے اپنے ایک دوست کے یہاں لئے چاہے ہیں اور پھر مجھے کچھ اچھی طرح یاد نہیں کہ میں اس قید خانے میں کس طرح پہنچ۔“

غزال خاموش ہو گئی۔

”کوئی بھی وجہ ہے کہ اب جلدی سے کسی بات پر بیقین کر لینے کو دل نہیں چاہتا۔“ غزال بولی۔

”لیکن میری باتوں پر بیقین نہ کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔“ فریدی نے کہا۔ ”میں

اپنا میک اپ بگاڑنا نہیں چاہتا، ورنہ ابھی اپنی اصلی صورت بھی دکھاد دیتا۔“

غزال بدستور خاموش رہی۔ سر سے زیادہ خون نکل جانے اور دن بھر بھوکی رہنے کی بنا پر

اسے قہبت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ دیوار سے بیک لگا کر بیٹھ گئی۔

”آدمیں تمہارا لازم دھو کر پہنچا باندھ دوں۔“ فریدی نے کہا۔

غزال کچھ نہیں بولی۔ فریدی نے اسنوں پر رکھا ہوا پانی کا بیک اخھلایا اور اپنارہمال ترک کے

زخم دھونے لگا۔ غزال آنکھیں بند کئے بیٹھی رہی۔ دو موئے موالے آنسو اس کی آنکھوں سے نکل

کر رخادر دل پر بہہ چلے۔

”اڑے..... تو تم روئی کیوں ہو۔“ فریدی نے کہا۔ ”مگر اڑا نہیں..... حبھیں یہاں

صرف دو ایک دن اور رہتا پڑے گا۔“

غزال پھر بھی سمجھنے پولی۔

"شہر دیکھنے میں پیا اور پھر آئے ڈین لیتا آؤں۔" فریدی نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ ابھی وہ چند ہی قدم چلا تھا کہ دفاتر سے ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی انگریزی میں سچھ کہہ رہا ہو۔ وہ پٹ پڑا۔ جس کمرے سے آواز آرئی تھی اس نے دروازے کے شیشوں سے جھانک کر دیکھا ایک شخص اس کی طرف پیش کئے بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا۔ فریدی نے دروازہ کھولنا پڑا انگریز ہار سے تالا بند تھا۔ فریدی نے اتنا اندازہ ضرور لگایا کہ وہ کوئی انگریز ہے۔

فریدی تہہ خانہ سے نکل کر ان دونوں آدمیوں کو ٹھاٹ کرنے لگا۔ دونوں ایک کمرے میں بیٹھنے ہوئے شراب پلائرے ہے تھے۔

فریدی کو دیکھتے ہی دونوں انگریز کھڑے ہو گئے۔ ان کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے فریدی غیر متوقع طور پر کمرے میں بیٹھ گیا ہو۔

"آج جی بھر کر بیوی میرے شیر دیکھنے کا اندازہ کرو۔" فریدی نے کہا۔ "میں پہلے ذرا ایک کام کر دو۔"

"کہنے دیکھ بولا۔"

"فرست ایڈ بکس لاو۔" فریدی نے کہا۔ "فیر پارہ کی کنجی۔"

ان میں سے ایک باہر چلا گیا اور دوسرے نے ایک کنجی نکال کر فریدی کو دی۔ فریدی ایک کری پر بیٹھ کر گئے ہوئے آدمی کا انعام کرنے لگا۔

چند منٹوں کے بعد وہ واپس آیا۔ اس کے ہاتھ میں مرہم پنی کا سلامان رکھنے والا ایک بکس تھا۔ فریدی بکس لے کر تہہ خانہ کی طرف چلا گیا اور دونوں انگریز کو شراب پینے لگے۔

فریدی نے غزال کی مرہم پنی کی اور دوسرے کریے کی طرف درانہ ہو گیا۔

جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر اندر رہا تھا۔ اس کے منہ سے حیرت کی چیز نکل گئی اور اس کا پھرہ مسرت سے چکنے لگا۔

اندر بیٹھا انگریز جیکسن تھا۔ وہ حدود رچہ دبلا اور کمزور نظر آرہا تھا۔

فریدی کو دیکھ کر اس نے نظر سے منہ سکوڑ لیا۔

"تو میرا شہر سمجھ لگا۔" فریدی آہستہ سے بڑیا۔

"کہنے مسٹر جیکن کیے ہر اج ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"نمیک ہوں۔" جیکن نے مردہ دلی سے کہا۔

جیکن اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ یہاں کس طرح آئے۔" فریدی نے بے سانت پوچھا۔ وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ

اس وقت پر نس عدھان کے بھیں میں تھا۔

"میا مطلب.....!" جیکن نے تنگ لبھ میں کہا۔ "کیوں میرا مذاق اڑانے کی کوشش

کر رہے ہو۔"

"میں فریدی ہوں۔" فریدی نے جھک کر آہستہ سے کہا۔

"اُرے.....!" جیکن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تھی ہاں۔"

"مگر تم.....!"

"تھی ہاں..... میں پر نس عدھان کے بھیں میں ہوں اور وہ میری قید میں ہے۔" جیکن

بے احتیاط فریدی سے لپٹ گیا۔

"میں تھی کہتا ہوں مسٹر فریدی کہ خدا کے بعد مجھے صرف تمہاری ذات سے اس کی امید

تھی۔" جیکن گوگیر آواز میں بولا۔

"جیکن آپ یہاں کس طرح۔" فریدی نے کہا۔

"ہسپتال سے رخصت ہونے میں کچھ ہی دن باقی تھے کہ اپاک ایک دن میں نے خود کو

یہاں اس کو نظری میں پلا اور اس کے علاوہ میں کچھ اور نہیں جانتا۔"

"آپ کچھ بتا سکتے ہیں کہ آپ کس کی قید میں ہیں۔"

"نہیں..... بالکل نہیں۔" جیکن نے کہا۔

"آپ یہ ہڈی کی قید میں ہیں۔"

"لیونارڈ.....!" جیکن اچھل کر بولا۔ "وہ یہاں کہا۔"

"وہ یہاں کے قواہوں اور راجاؤں کی بیک میل کرنے کے لئے یہاں آیا ہے اور آج کل آپ

کار دل بخسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔"

"یا مطلب.....!"

"وہ آپ کے بھیں میں جلکہ سراغہ سانی کے پر نشست کے فرائض انجام دے رہا ہے۔" جیکن حیرت سے فریدی کامنہ سکتے لگا۔

"مسٹر فریدی اگر تم نے اسے گرفتار کر لیا تو تم نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری برلن امپائر کے بہت بڑے آدمی ہو گے۔" جیکن نے فریدی کا ہاتھ دباتے ہوئے پر خلوس لجھ میں کبا۔ "اچھا اب تھوڑی دیر خبر ہے۔" فریدی نے کہا۔ "میں اسی وقت آپ کو لے چکا گا..... اور آج یہ رات کو لیڈ تارڈ کو گرفتار کرنے کی کوشش کروں گا، ورنہ معلوم نہیں کل کیا ہو۔ وہ اپنائی چالاک آدمی ہے۔"

فریدی تپہ خانے سے نکل کر سید حاپ نس عدھان کی خواب گاہ میں گیا اور ٹرانسیسٹر کھول کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کہو کیا بات ہے۔" ٹرانسیسٹر سے آواز آئی۔

"سب نمیک ہے۔" فریدی بولا۔ "لڑکی کی دوسرا تصور یہ ہے لی گئی ہیں..... آج وہ دیوار سے سر ٹکر اکر کافی زخمی ہو گئی ہے۔" "ان سب باتوں کی پر وہونہ کرو....." ٹرانسیسٹر سے آواز آئی۔ "یہ بتاؤ کسی اور نے بھی خط و کتابت کی یا نہیں۔"

"آج بھی تک نہیں۔" فریدی بولا۔

"اچھا کل میں جھمیں ایک تدبیر بتاؤں گا....." ٹرانسیسٹر سے آواز آئی۔ "اور ہاں ایک نی خوشخبری سنو..... فریدی پاگل ہو گیا۔"

"واقعی.....!" فریدی چیک کر بولا۔

"ہاں..... میری اسکیم کامیاب ہو گئی..... اب ہیاں جھمیں کسی سے خوف نہ کھانا چاہئے۔" "یہ بہت اچھا ہو۔" فریدی نے کہا۔

"کل رات کو نمیک نوبیجے آپ کمرے میں موجود رہتا۔" ٹرانسیسٹر سے آواز آئی اور پھر بند ہو گئی۔ فریدی ٹرانسیسٹر بند کر کے اس کمرے میں آیا جہاں دونوں شراب پیار ہے تھے۔ وہ دونوں زمین پر اونٹھے پڑے تھے اور قریب ہی تین پار خالی بو تلیں پڑی ہوئی تھیں۔

فریدی جیکن اور غزالہ کو لے کر سیدھا گلکٹر کے بٹلے پر پہنچا۔ رات کے تقریباً گایردہ بجھے تھے۔ گلکٹر سوچا تھا جیکن فریدی کے کہنے پر تو کروں نے اسے جگایا۔

فریدی ہمارے جیکن کی داستان سن کر گلکٹر اچھل پڑا۔

اسی وقت ایک گھنٹے کے اندر اندر مشرب جیکن کے بٹلے پر چھاپ لانے کا انتقام کیا گیا۔ لیوڈاڈ پر اچاک اس وقت پولیس نوٹ چڑی جب وہ جیکن کے بیس میں اس کی خواب گاہ میں پڑا۔ خراں لے رہا تھا اسی وقت فریدی سے پرس عداں کو بھی شراب خانے سے لائے جانے کا انتقام کیا۔ پھر دونوں حوالات میں بند کر دیئے گئے۔

فریدی نے اسی رات کو نواب رشید الزماں کو ہار دلوالیا۔ دوسرا دن صبح وہ بھی بھائی گئے۔ غزالہ شرمندگی کی وجہ سے سر نہیں اخباری تھی۔ رشید الزماں اس سے پٹ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے لگ۔

”مگر جناب۔“ حیدر فریدی کو مخاطب کر کے بولا۔ ”اگر اس دن کہیں میں آپ کے پستول کی نذر ہو گیا ہو تو اس وقت آپ کی کامیابی پر ہالیاں کون بجاتا۔“

”اچھا تو کیا آپ مجھے اتنا تاری خشک بہار بھیتے ہیں۔“ فریدی بولا۔

”لیکن میں آپ سے بچ کہتا ہوں، میں نے پاگل پین کا اتنا عمودہ مظاہرہ آج تک نہیں دیکھا۔“ حیدر نے کہا۔

”تیرے تم نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے۔“

”ذرا کان لادھ رائیے۔“ حیدر نے آہت سے کہا۔

فریدی سر جھاک کر سننے لگا۔

”غزالہ کے خلق کیا خیال ہے۔“ حیدر نے آہت سے اس کے کان میں کھا اور فریدی نے اس کی پیٹ پر ایک گھونس جو دیا۔

ختم شد